

رُوحانی مرکز کارو حانی رسالہ



طلسمانی دنیا

دیوبند

ایڈیٹر

حسن الباشمی

مطالعہ اعلیٰ
مزید خبریں
مشتبہ
ابوسفیان عثمانی
راہب باؤ شیریں

طلسمانی دنیا

جلد نمبر ۱ — شماره نمبر ۱۳
دسمبر — ۱۳۸۵
۱۳ شمارہ — ۱۳
۱۳ شمارہ — ۱۳
۱۳ شمارہ — ۱۳
۱۳ شمارہ — ۱۳
۱۳ شمارہ — ۱۳
۱۳ شمارہ — ۱۳
۱۳ شمارہ — ۱۳
۱۳ شمارہ — ۱۳
۱۳ شمارہ — ۱۳

ایڈیٹر حسن الہاشمی
فاضل دارالعلوم
دیوبند

صورت نمبر ۱ — الخلیفہ حضرت مولانا سید عظیم حسین میاں صاحب
نگار نمبر ۱ — عمر فاروق عاصم عثمانی

سری لکھنؤ میں منسٹر
ڈیڑا ایشور
ایڈیٹر خالد منظر
دانش عامری

اطلاع عام

اس رسالہ میں جو کچھ بھی شائع ہوتا ہے وہ روحانی مرکز کی ملک ہے۔ اس کے کسی کئی یا جزوی مضمون کو شائع کرنے سے پہلے روحانی مرکز سے رابطہ قائم کرنا ضروری ہے۔
(منجس)

اس دائرہ میں ○ سرگشتان اس بات کی یاد دلاتی کرتا ہے کہ اس شمارے کے وصول ہوتے ہی آپ کو یہ اطلاع دے دوں گا کہ اس شمارے کی وصولی ہو چکی ہے۔
خط اطلاع دینا۔ خاموشی کی صورت میں اگلا شمارہ دینا پڑے گا۔
ایک سال کی قیمت کیساتھ روانہ کیا جائے گا۔ اور دوسری قیمت پر روانہ کیا جائے گا۔
آپ کو یہ اطلاع دے دوں گا کہ اس شمارے کی وصولی ہو چکی ہے۔
آپ کو یہ اطلاع دے دوں گا کہ اس شمارے کی وصولی ہو چکی ہے۔
(منجس)

انتباہ

طلسمانی دنیا کے متعلق متنازعہ امور میں مقدمہ کے ساتھ ساتھ صرف دیوبند کے عدالت کو حاصل ہے۔
(منجس)

خط و کتابت کا پتہ

ROOHANI
MARKAZ
ABULMALI
DEOBAND-247554

روحانی مہر کتب خانہ مولانا
دیوبند

پرنٹر پبلشر حسن احمد مدنی نے جے کے آفسیٹ دہلی سے تیار کروائی مرکز محمد ابوالفضل دیوبند سے شائع کیا۔

کیا اور کہاں

ادارہ ۵ غزلیں ۸ مولانا تھانوی لطائف ۹

صنم خانہ عملیات ۱۱ • علم و عمل ۱۹ • دانستنی صحت کے لیے پیغمبری تحفہ ۲۵

سبزی پکانے کے مختلف طریقے ۲۵ • رسول خدا نے چھینک کو کھانسی کا نشان بنایا • علم الاعداد ۳۱

بربادی نظام کا ایک مختصر عمل • بچے اور ستارے ۳۵ • سرائے ۳۶

موزی جانوروں کو مارنا ۴۸ • قرض ۴۹ • انسانی تخیل کی کار فرمائی ۵۳

دوزخ میں پہل قدمی^{۵۵} • وہ کون تھا؟ ۵۷ • انعامی پیشکش ۶۳

امتحان ۶۶ • وجہ گڑھ کا ظلم سبکی قلعہ • کرشمہ اعدا ۷۲

خوفناک حویلی ۷۵ • فالنامہ اکبری ۷۸ • انسانوں جانوروں کے درمیان اختلاف

اداريہ

نمائندہ اجتماع مستشرقین

اکتوبر کے اواخر میں ہوا، اعلیٰ درجہ میں غائب ہوا، چنانچہ اس کے بعد اس میں مختلف لاکھوں کے دینی مدارس کے ارباب مل و فحل سے شرکت کی اور یہی مدارس کے موجودہ مسائن اور مہتمم ہونے کا اظہار کیا۔ اور دینی مدارس کوئی زمانہ نہیں گزرا کہ اس سلسلے میں وہ بھی اریب نہ آئے۔ اور ان کا مقابلہ کرنے کے طور طریقے پر بخور و فکر ہوا۔

حضرت مولانا ابراہیم علیہ السلام بھی اصرار میں تشریف لائے اور انہوں نے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ یہ رویہ بدامیثانہ
 کہ کہ مگر کلامِ حسرت مولانا غازی صاحب کی یادیں تازہ ہو گئیں۔ اور ان کا منصوبہ پورے لگا ہوں میں گردش کرنے لگا۔

حق یہ ہے کہ وہ اعظم اور بلند کو چارچاند لگاتے کیلئے عظیم الاسلام حضرت خاری محمد طیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی بہادری اور بے پناہ قربانیاں دیکھ کر انہوں نے دارالعلوم کو بلند گردان کر چاہا۔ یہ سنگھار جس کو آج ہر طرح سے ہر اچھا دکھائی دے رہا ہے اسے خاری محمد طیب صلی اللہ علیہ وسلم نے بنوے

سب سے پہلے دارالعلوم دیوبند کی خاطر اپنا آرام قربان کیا۔ اور وقت آگئے پرامپتوں نے دارالعلوم دیوبند کی خاطر اپنی جان بھی گموا دی۔

ہو گئے۔ آج دارالعلوم دیوبند کا بھٹ تین کروڑ روپے سالانہ کے قریب ہے۔ لیکن اس دارم کا بیج ہرنالی زما و مشکل نہیں ہے۔

دور ماضی میں جب جزائر و پہرے کی رسید کو ناول نگاروں نے کی بات سمجھا جانا تھا اس وقت پچاس لاکھ روپے سالانہ مع کرنا مال کی بات تھی اور حضرت قادی محمد طیب صاحب نے اسی زمانہ میں جب میراج علی کر کے دارالعلوم دیوبند کے نگران کو سمجھائے تھا۔

دارالعلوم ہند میں جب بھی کوئی دروج پیدا ہوا یا دارالعلوم ہندی کی کسی بھی منزل سے گزرا تو ہم ہندوستان کو قاری علی حقیقہ صاحب کی یاد دلاؤ گے۔ دارالعلوم ہندی قاری علی حقیقہ صاحب اور اہل خانہ قاضی کے گھر کے علم پر عمل کریں۔ ہندوستان

فائدہ اجتماع کے بعد دارالعلوم دیوبند کے موجودہ شیخ حضرت مولانا محبوب الرحمن صاحب رحمۃ اللہ نے اخبارات کو جو بیان کیا ہے وہ بیان کچھ افسوس سے قابلِ قدر ہے۔ اس بیان میں انہوں نے دارالعلوم دیوبند کی موجودہ تقریریں یاد دلا کر کہتے ہوئے کہ ان اہم شخصیات کا کب تک ذکر کر لیا ہے۔ چاہئے کہ اے اور اس دارالعلوم دیوبند کو کچھ مثال فراہم کیا جائے۔

بِقَلَمِ رَحْمَانٍ

ذہانت اور مزاج شاید لازم و ملزوم ہیں۔
 ہے کہ اُس انسان کا دل کے فرمودات میں بھی
 جوتانتہ وقار اور بروہاری کا مجسمہ تمام مزاج لطیف کے
 متعدد نمونے ملتے ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس کے دفاع کش تمام اضرط
 کی ذہانت مزاج لطیف کی تراوش سے کیسے دامن کش رہتی۔ چند نمونے بطور
 نمونہ ملانے کیسے۔۔۔ (طلسماتی دنیا)

حکیمہ الامت

مولانا اشرف علی

لطائف

کے

ہے ہاں ایک ہے پیاں حبیب نام کا قافیہ نہیں رہتا قافیہ
 تنگ ہو جاتا ہے۔

ایک شخص نے بیعت کرنے کیلئے آپ کو نہ لکھا کہ اگر
 حضور نے مرید نہ کیا تو مثل بے آب آبی کے جان تڑپ
 تڑپ کے نکل جائے گی۔ اس کا خدا پڑھنے کے بعد فرمایا:
 اسکی مثال تو ایسی ہوئی کہ ایک شخص کہتا ہے کہ اپنی
 مکان میرے نام دہسٹری کرو، درنہ تڑپ تڑپ کو مراد
 ہے۔

ایک مرتبہ اس بات کا تذکرہ فرما رہے تھے کہ قلی
 کا قلیق خدا کے ہوا کسی اور سے نہیں ہونا چاہیے اور اس
 میں خدا کی یاد کے سوا اور کوئی فکر نہیں ہونا چاہیے۔ اس کو
 اس طرح بیان کیا کہ آج کل لوگوں نے قلب کو مراد آباد
 استیشن کا اسلامی مسافر خانہ بنا رکھا ہے کہ وہاں سب
 اگر ٹھہرتے ہیں، برقی والے بھی، سہاؤ خورد والے بھی بیٹا
 قلب تو ایک ہی کے رہنے کی جگہ ہے۔

ایک بچہ قویہ لینے کیلئے آیا۔ فرمایا: نیاز کا نہ بگے
 اس کا نام ایاز ہے نام میں سے ہی رکھا ہے قافیہ کی رعایت
 سے ایک روز میں سے نیاز سے کہا تھا کہ اب اگر تمہارے
 گھر لا کا پیدا ہوا تو کیا نام رکھو گے۔ قافیہ کا نام اب تو شکل



غزلیں

جوں کے ساتھ مذاق نظر عجیب لگا
 وہ ایک شخص مجھے طرہ عجیب لگا
 یہ کیا ہوا کہ سیملے پیر لی آنکھیں
 مجھے تہاری دھار کا اثر عجیب لگا
 ہلا کے رکھ دیا دل کو گھنٹہ پری چھاؤں
 تمہارے شہر کا اک اک حجر عجیب لگا
 نماز عشق و محبت حق معتبر لیکن
 سمجھو دل کو تر اسبگ در عجیب لگا
 بس ایک بھول سے مجھ کو ہوا تہاں کیا
 یہی کمال کعبے ہمنہ عجیب لگا
 نہ زاو راہ نہ در پیر نہ دم سفر کوئی
 مسافر ان دم کا سفر عجیب لگا
 سہا سوار کے رخصت ہوا تھا گھر سے نیم
 وطن میں لوٹ کر آیا تو گھر عجیب لگا

نسیم عظمیٰ جگہ شہر اعظم گدھ

ٹوٹے ہوئے پتوں کی طفسر دیکھ لیا تھا
 خود اپنے قبیلوں کی طفسر دیکھ لیا تھا
 دولت مجھے ملتی ہے دعاؤں کی بدولت
 بس میں نے فقروں کی طفسر دیکھ لیا تھا
 پھر کوئی غلط فیصلہ لیکن ہی نہیں تھا
 بیوں کے اصولوں کی طفسر دیکھ لیا تھا
 دی اس کو سزا جہنم لی بیانی بھی اس کی
 مزدور نے ملکوں کی طفسر دیکھ لیا تھا
 پھر میں نے کسی پر کوئی تشبیہ نہیں کی
 جب اپنے گناہوں کی طفسر دیکھ لیا تھا
 کشن کو ٹوبہ یا مری طاع نے خدا میں
 کیوں میں نے کناروں کی طرف دیکھ لیا تھا
 لیکن ہی نہیں تھا ترا منسل پہ ہو چھا
 تو نے بھی ہزاروں کی طفسر دیکھ لیا تھا

ذالشی عامری

ملا اور طلسماتی دنیا دہلی

رہن سہن کا اسٹنڈرڈ ٹھکانہ جو مستقبل کی بھی فکر
ہو۔ بس یہی تو سنگھری جیوی کا کام ہے۔ دونوں عاوند جیوی

خوش ہیں۔ کوئی خاص کمی وہ محسوس نہیں کرتے۔

گھریلو زندگی کے دو تجربے

مختلف بیماریاں دور ہو جانے کی بابت ڈاکٹر لوگ کہتے
ہیں کہ اس طرح زندگی کے ہر گرام میں تھوڑے تھوڑے
دقت کے ساتھ دراصل پیدا کرتے رہنے سے گھریلو
زندگی کی کئی تکلیفیں اور بیماریاں مشکور سمجھیں پیدا ہو جاتی
ہیں۔ اسی لئے میں بیماروں اور دوسرے مقامات کی
سیر کو اہمیت دیتا چاہتی ہوں۔

یہاں میری ایک سہیلی رہتی ہے اس کے بہت
مجمود کرنے پر میں اسی کے پاس رہنے لگی ہوں۔ اسکا
کے ساتھ روزمرہ گھومتے جاتی ہوں بچے اپنے والد کے
ساتھ جاتے ہیں۔ اس کے مجبور کرنے پر میں نے کھانے
پینے کا ایک انتظام کر لیا ہے۔ کسی پر زیادہ بوجھ ڈالنا مناسب
نہیں ہوتا۔ وقت ملتے، عیاد میرے پاس آ جاتی ہے۔
باقوں میں باتوں میں ایک دن معلوم ہوا کہ اسکی گھریلو زندگی
خوشگوار نہیں ہے وہ عائد کے ساتھ بہت جھگڑتی رہتی ہیں
نہیں کرتی۔ چند روز پہلے تو حالات بہت خراب ہو گئے تھے
وہ پندرہ بیس دن تک گھر میں نہیں آئے اپنی کپڑے
کی دوکان پر سوتے تھے۔ وہیں کھانا منگوا لیتے تھے۔

بس گھر سے ان کا ایک ناطہ تھا کہ بچے کے ساتھ
ساگ سبزی وغیرہ ضروری چیزیں گھر بھجوا دیتے تھے یا سبزی
دنگ رہ گئی کہ ایسی بھی ناراضگی کیا؟ اصل سبب کیا تھا

کئی سال سے گھر میں پہاڑ پر گزارنے کا خیال کر رہی
تھی۔ لیکن کوئی نہ کوئی کام آ رہی پڑتا تھا۔ اب کسی طرح
کام کو مکمل کر، اس سے چھپا چھپا کر یہاں نکل آئی ہوں
دیکھتی ہوں کہ میری طرح اور بھی تو ہزاروں لوگ سیر
سپاٹے کیلئے وقت نکال کر آتے ہوئے ہیں۔ زندگی میں
کوئی تعزیر نہ ہو۔ تبدیلی ہونا ہو تو وہ ایک بوجھ تھ
بن جاتی ہے۔ کام چارے ملتے ہے نہ کہ ہم اس کے لئے
ہم اس کے پیچھے پڑ جائیں گے۔ تو وہ کبھی نہیں چھوڑ
گا۔ زندگی میں مددنی پیدا کرنے کیلئے اسے زمین بنائے
کیلئے ضروری ہے کہ اس میں تبدیلی دیتے ہوئے رہے۔ آزاد
کے وقت ملتے رہیں آدم کا مطلب سستی نہیں۔ بلکہ دل سے
بہلاؤ تفریح اور صحت افزا مقامات کی سیر ہے۔ انگریزی
میں ایک کہادت ہے "درستی از روی سپاہیں لاف"۔
شاید اسی لئے ہمارے بزرگوں نے سال میں اتنے زیادہ
تہوار رکھ دیتے تھے کہ یہ تہوار زندگی میں دراصل پیدا
کرتے رہتے ہیں۔ زندگی کی نگار ڈی ایک ہی رفتار سے
نہ چلائی رہے۔ اس پر تہوار تھوڑے تھوڑے وقفے
کے ساتھ چارے سامنے آتے رہتے ہیں۔ ان کی بدلتی
بیماری روزمرہ کی زندگی میں ہی جان، نئی رنگینی، نئی
بہاداری آتی رہتی ہے اور تبدیلی آج دہوا جیسے مختلف

مہینوں بغیر دیکھے بہت جاتے ہیں۔ گھر میں کوئی چیز تیار
رکھتی ہوں جو ہفتے کے کام آتی ہے وقت بے وقت
بازار سے صفائی ستھائی بہت مہنگا پڑتا ہے اور چیز مہنگا
نقصان دہ ملتی ہے۔

میں نے پوچھا — بڑوس کی عورتوں کو دیکھ کر
کیا آپ کے دل میں طرح طرح کی خواہشات پیدا نہیں ہوتی؟
کہنے لگیں — کیوں نہیں۔ لیکن جب اپنے خیالات
پیدا ہوتے ہیں۔ تب میں ان کا بھی دھیان کرتی ہوں جنکی
انی پلڈیشن ہم سے بھی کم ہو رہے تب خدا کا شکر تاکہ ایسی خواہشات
کو باوجودی ہوں۔ بڑائی کی بات نہیں کرتی، بڑوس کے
گھر کا رہن سہن ہم سے اچھا نہیں ہے کئی سو روپے پاتے
ہیں۔ پھر بھی ایک چپہ نہیں بچاتے۔ بڑوسن روز پیسے
کی کی شکایت کرتی ہے۔ لیکن وہ کام خود نہیں کرتی۔
میں سمجھتی ہوں کہ کفایت شعری کا ان کا دوسرا نام ہے
جتنا خرچ میں خود کام کر کے بچاتی ہوں۔ اتنی آمدنی ہمارے
زیادہ کہتے۔ میں خود کام کر کے کافی روپے ماہوار بچا لیتی
ہوں۔

باتیں تو اس گھر والے سے بہت ہوتی ہیں۔ لیکن ان کا
لب و لہجہ یہی ہے وہاں سے لوٹی تو میرا دل بے حد خوش
تھا۔ گویا ایک نئی دنیا دیکھ آئی ہوں۔ کفایت شعاری کی
اور بھی مثالیں میں نے دیکھی ہیں۔ جیسے کو دانت سے
بچو کر چلنے والے کھی جو کبھی کبھی میں نے دیکھے ہیں
کئی ہزار آمدنی کے ہوتے ہوئے بھی میلے کپڑے پہنے پاتے
کپڑے پہنے والوں کی نہیں ہے۔ بچوں کو ایک ایک
پیسہ خرچ کرنے کیلئے ڈانٹ ڈپٹ کرنے والے۔ گھر
میں آئے یہاں کو پانی تک نہ پوچھنے والے میری آنکھوں
میں ہیں۔ لیکن ایسا گھر میرے لئے نیا تھا۔ جو اس
قد و محدود آمدنی ہوتے ہوئے بھی پورے طور پر آزاد ستر ہو

ہے تینا دو پیسہ بچوں کی نہیں، چھ سو روپے
کا یہ مکان، بھنگی وغیرہ سال میں چند مہینے
وہ ٹیوشن کرتے ہیں۔ جس سے تن سو روپے
بازار مل جاتے ہیں۔ کوشش یہی ہوتی ہے
کہ کسی خاص ضرورت کے بغیر اس روپے
کو خرچ نہ کیا جائے، کیوں کہ نہ جانے کب
کیسا وقت آجائے۔ بھیس بچوں کی تعلیم
اور شادی کی بھی فکر ہے؟

آخر اسی کفایت سے وہ کیسے کام چلا لیتی ہے۔
یہ تو تجھ پر انہوں نے کہا — ہمارے رہنے سے کھانا
معیار ہے صفائی اور سادگی۔ اس کے بغیر گزار دہی تو
نہیں چل سکتا۔ پھر میں خود باقہ سے کام کرنے میں
کوئی راز نہیں سمجھتی آج کل تو بہت مہنگا مہنگا ہے
وہ ضرورت تنخواہ لیتا ہے بلکہ گھر کے کام کاغ اور سونے
میں بھی لاہواں کر کے بہت سی چیزیں برباد کر دیتا ہے
انجینیئر مل رہی ہے تو فکر نہیں۔ اتنا آرام سے گزرتا ہے
گا۔ سبزی ضرورت سے زیادہ پکا کر خراب کر دے گا۔
انار سے سبزی نسبتاً مہنگی لگتی ہے۔

دھول کے ادا جانے والے کپڑے جلدی پھٹتے
ہیں۔ اس لئے میں صحت دہی کپڑے دھو کر دیتی ہوں جو
گھر پر نہیں دھل سکتے۔ کوٹ، ٹیکو، پتلون کے سوا تمام
کپڑے گھر پر رکھتی ہوں۔ میں نے سیکند ہینڈ مشین
۱۰ روپے میں لی تھی۔ آج ۱۰ سال ہو گئے۔ اگر حساب لگایا
جائے تو کم از کم ۱۰ سال کی عمر کے کم کر چکی ہوں۔ صابن
اکثر گھر پر بنالیتی ہوں۔ وہ بازار سے سستا تو نہیں
پڑتا، مگر کپڑے جلدی صاف کرتا ہے۔ صابن بھر کر
ضروری چیزیں ایک ساتھ کھالیتی ہوں۔ تو ضروری تانے
میں کہ وہ پلے پچ جاتے ہیں۔ سبب کی عادت مجھے نہیں ہے

وہ تو خدا جانے ٹیکن میں نے اس کی سیٹیلوں سے سنا ہے کہ اس میں جبری کا ہی زیادہ قصور تھا۔ کچھ شہر کی لنگی مزارا کا بھی۔ بات یہ تھی کہ ان کی لڑکی کی شادی تھی وہ اسے خوب شان و شوکت سے کرنا چاہتی تھی۔ اور لڑکی کے والد شاید کچھ نامعلوم وجوہات کے باعث ایسا نہ کر سکتے ہوں گے۔ وہ روز مطالبہ کرتی کہ اتنا اتنا انج بھی اور چینی کا بندہ ولایت کر دو۔ اتنے دشمنی کپڑے، اتنے زور اتنا فرخیمہ منگا دو۔ انہوں نے اپنی بیوری ظاہر کی مگر اس کے تقاضے برابر بڑھتے گئے۔ بات حیات میں کبھی کبھی تلخی بھی آ جاتی، کھانے کا وقت ہوتا سونے کا، سویرے، شام تقاضے، دن بھر میں اور کوئی بات ہی نہیں جوتی خاندان کی مولود کی یا بیوری کو وہ ان کے بھانسنے بازی، سلے پر ادبی اور کم عقل سے منسوب کرتی ہے۔ میں یہ باتیں بزرگ عقلمندانہ اور اس روز روز کے جھگڑے سے جان بچانے کے لئے، اپنی بیوری کے سامنے ڈانٹنے کا انہوں نے فیصلہ کیا اور گھبراہٹ چھوڑ دیا۔ بیس روز تک یہی سلسلہ رہا۔ انہوں نے احتجاج کیا بڑا، اس بوٹ میں پرانا نہیں چاہتی۔ لیکن وہ بارہ کے تقاضوں نے ان کا ناک رسام کر دیا؟

بیوری کا یہ سلسلہ جتنی ہے کہ وہ بات و بیان بڑھاتے جہاں تک اس سے جتنی پیدا اندھو۔ ویسے کسی بھی ماں کا دل اپنی اولاد کے لئے سب کچھ دینے کا ہوتا ہے۔ یہ قدرتی بات ہے لیکن اپنے مطالبے یا غفلت کی حد اپنی حیثیت سے تو نہیں بڑھتی چاہیے رستی کو وہ جب تک کھینچنا چاہتی ہے جہاں تک وہ لوٹ نہ جاسے۔ لڑکی کی شادی خوشی کے ساتھ ہوتی، اس کی بچا سے بے لطفی اور بد مزاجی پیدا ہو گئی۔ ہمیشہ اپنی

اپنی حیثیت اور خاندان کی رفاہ مندی دونوں کو مدنظر رکھنا ضروری ہے وقت اور خاندان کا موزن دیکھ کر ہی بات کرنی چاہیے۔

(۲)

یہاں رہتے رہتے ایک اور گھر میں بھی آ جانا ضرور ہو گیا۔ جی اور جی دونوں مزارات کے اچھے ہیں دونوں بڑے پریم سے بات کرتے ہیں۔ منہ سے کہتے ہیں لیکن اس کے باوجود میں نے اور میرے بچے نے بھی دیکھا کہ اس کے بچے کے چہرے پر درد کا عکس جھلکے لگتا ہے، جب وہ گھر کی چرچا کرتے ہیں ایک دن زیادہ کھیلے پر انہوں نے کہا کہ بیوری نے ایک دن زہر کھالیا، مولیٰ سی بات تھی۔ ایک پڑوسن سے جھگڑا ہو گیا، بس غصہ تھا شادی میں تبدیل ہو گیا، کسی سے ذکر کئے بغیر ایک زہریلی دوا پی لی۔ غصہ بھر دیا گھر آنے پر انہیں معلوم ہوا۔ علاج کیا گیا، زہر داغ وار کر گیا۔ کبھی کبھی بیکے لگتی ہے۔ پولیس نے غم خوئی کے جرم میں کسین انک چلا رکھا ہے۔ اس کسین پر کافی روپیہ خرچ ہو چکا ہے لیکن ابھی تک چھٹکارا نہیں ہوا اب گھر کا لطف کہاں؟ بچوں کی فکر بھی کچھ کرتی بڑی ہے۔ گھر بھی اس کے بعد دم پر نہیں چھوڑا جاسکتا۔ گورنر اس کا داغ صحت دست نہیں ہے۔

میں نے یہ سب سنا تو حیران رہ گئی سبھلانا بھی غصہ کیا؟ کیا غصہ انسان کو اندھا کر دیتا ہے غم و حسرتوں کے لئے تو سب سے تیز زہر ہے۔ غصے کا مطلب ہے۔ دماغی توازن کا خاتمہ۔ غصہ میں اگر کسی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جس کی پھر تلانی نہ ممکن ہو جائے۔ ہر ایک صورت اور دم، کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے۔ غصہ آ جاتا ہے

توڑتی ہے۔ لیکن اسے اپنی مدد سے کسی بھی طرح بڑھتے نہیں دینا چاہیے۔ میں تو یہاں تک کہنا چاہتی ہوں کہ جی کا چال چل بگڑا دیکھ کر بھی جس پر غصہ اپنے انتہا کو پہنچ جاتا ہے۔ عورت کو غصے میں اندھی

فَالْتَوْسَلَمَاتِ

ہرگز کبھی خود کشی نہیں کرنی چاہیے۔ بردباری کے ساتھ جی کی سیدھا اور سزا کو شش جاری رکھنے والی عورت خاندان کو چہرے پر کیر گم کا لاک بنا دے گی۔

اشاک کر لیا ہے آپ نے؟

حیران ہو کر بولی۔ چھ مہینے کا کہاں ہے؟ ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ۔ میں نے اس شیشی کے ساتھ وہ ڈبے بھی گنوا دیے، تو وہ خوب باتیں اور چہنچہنہن بولی۔

”ای جی بھائی صاحب وہ تو خالی ڈبے ہیں؟“
”خالی ڈبے؟ خالی ڈبے کیوں رکھتے ہوئے ہیں؟“
میں نے پوچھا۔ ”شیشیاں خالی ہو گئیں، ڈبے پڑے ہیں“
وہ بولی۔

”اور وہ شیشیاں کہاں گئیں؟ میں نے پوچھا۔“
”وہ مجھے ساتھ کے کسٹر کے طرف لے جاتی ہوئی بولیں۔“
”کیسے، یہ رکھی ہیں شیشیاں؟“

بے کراہی کی ایک بڑی الماری اس میں آمل کے اس تیل کی دس پندرہ خالی شیشیاں، اور ان کے علاوہ تقریباً سو چھوٹی شیشیاں۔ یہ شیشیوں کی کانٹرس کیوں جوڑی ہے آچھے؟ میں نے پوچھا۔ ”یہ تو بڑی ہیں میں کیوں کرتی انکی کانٹرس؟“

ایک، دو، تین، چار، پانچ، چھ
میں دیکھ رہا ہوں کہ سنگلاخ میں ڈیسنگ ٹیبل پر آمل کے بڑے تیل کی ایک شیشی رکھی ہے اور اسی شیشی کے پانچ بند ڈبے۔ دل میں آیا، ان دو کو اس اشاک کرنے کی کیسی عادت پڑ گئی ہے۔ ایک کانٹرس ہے پانچ بند پڑی ہیں۔

گھر والے سے پوچھا۔ ”یہ ایک شیشی کتنے دن چلتی ہے آپ کے یہاں؟“
بولی۔ ”یابو جی تو کسٹرائیکل ہی لگاتے ہیں مجھے یہ ایک مہینہ کام دے جاتی ہے۔“

میں سوچا تو دم ہوا، کچھ بھی گیا۔ ایک شیشی ایک مہینہ چلتی ہے تو چھ شیشیاں چلیں گی چھ مہینہ، عیب بات ہے کہ وہ چھ دن کے لئے مہینوں نہیں خرید پاتے، یہ چھ مہینے کے لئے تیل کی شیشیاں خریدتی ہیں۔

رہا تو گیا کچھ ہی دیا۔ ایک دم چھ مہینے کا تیل

دانتوں کی صحت

کے لئے یغبر کی نسخہ

دانتوں کو مضبوط اور پائیدار رکھنے کے لئے ایسی غذاؤں کا استعمال بہ ضرورت ہے جن میں دوسرے کے دافعہ اجزاء ہوں

آگاہ ہیں اور ہر آن کو شش کر رہے ہیں کہ ہمارے کوئی جیسے دانت آخر تک ہمارا ساتھ دیں۔ اس تک دو میں انہوں نے مصنوعی دانت لگانے پیست اور گرہیں بنانے میں انتہاک محنت کی ہے۔ دنیا کے گوشے گوشے میں ڈینٹلسٹ کر رہیں، ایو ہیں اور برٹش مختلف قسم کے آپ کو نظر آئیں گے۔ دانتوں کی حفاظت اور برقراری کے لیے سینکڑوں کتابچے اور پمفلٹ بھی ہیں میزوں پر رکھے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

جب ہم دانتوں کا جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں ثابت اکثر اس کے ساتھ یہ حقیقت نظر آتی ہے کہ ریور بین مالک کے پاس پچیس سال کی عمر میں دانتوں کی دولت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ شاید ہی کوئی ایسا خوش نصیب فرد آپ کو دکھائی دے جس کے دانت پچیس سال کی عمر میں قائم ہوں کسی کے ڈاؤنر کسی کے چار اور اعلیٰ فی صدیور ہیں ہاشندہ دل کے تمام دانت اور پر اور بچے کے مصنوعی لگے ہوئے آپ کو ملیں گے۔

کائنات کے سب سے بڑے طبیب حضورِ عالمؐ دنیا علیٰ اشرطہِ مسلم نے ہیں حکم دیا کہ مسواک کرنا ہمارے لیے لازم اور ضروری ہے کیوں کہ مسواک کر سنے سے منہ پاک فضا

ہم صدیوں سے صفحہ چلے آ رہے ہیں کہ دانت اچھے ہیں تو صحت اچھی ہے۔ ہمارے منہ کے دانت جو غذا کو تھوڑے سے پھوڑنے اور جھنم کرنے کا پہلا کارخانہ ہے، ہمارے صحت قائم رکھنے کے لیے بے حد ضروری ہیں یہ بات بھی عوام سمجھتے ہیں کہ دانتوں سے چہرہ بارون اور خوبصورت معلوم ہوتا ہے اہل دانتوں کو صحت جوانی اور زندگی کو خوش اسلوبی سے جاری رکھنے کے لیے ضروری سمجھتے ہیں۔

آج یورپ انسانی عمر کو بڑھانے کے لیے ایٹمی چوٹی کا زور لگا رہا ہے۔ سائنسدانوں نے ایسی ایسی غذایں دینا کے سامنے پیش کر دی ہیں جن سے انسان کی اوسط عمر تقریباً کی منز میں طے کر رہی ہے۔ امریکہ میں مرد ساٹھ برس سے زائد اور عورتیں ستر برس سے زائد عمر حاصل کرنے لگی ہیں برطانیہ میں پچاس اور ساٹھ سال عمر دیکھاؤ کی جارہی ہے جبکہ بھارت میں پچیس، ایشیا میں تیس اور پاکستان میں پچیس سال اوسط عمر کی شہرت پائی جاتی ہے۔ یہ اوسط عمر دیکھ کر دنیا کی افزائش نگاہ بگڑے گی اور آپ میں عمر بڑھ رہی ہے اور ایشیا میں کم ہو رہی ہے۔

دانتوں کی قدر و قیمت سے یورپ میں سائنسدان خوب

توجہ اُدھر کھینچ کر لے رہے ہیں۔ وہ سب کیا ہی کیلئے ہے آج اس کے آگے کا دن ہے اس کے لئے جانتے ہیں۔

”خیر یہ خوبصورت ایک شیف آپ کی بازی کو کیوں دے رہے ہیں؟ میں نے پوچھا تو بولے۔ میں پہلے جس کو کھانی دیتا تھا۔ وہاں میری میز کے پاس کی بٹر جھڑے کیلئے اسے بڑا تھا۔ مگر اس کو بھی میں میز کے پاس کھنی جگہ ہے۔ یہ کہیں فٹ ہی نہیں جوتا۔ یہاں کیلئے دوسری جگہ کا اس سے ڈنگی ٹرا بنوایا ہے۔“

میں سے کوئی پرتا تو اسے کہیں۔ کہیں ٹھٹھٹھٹھ ہی دیتا مگر یہ کوئی طریقہ نہیں ہے سجادت کا۔ کہہ رہے ہیں کہ بڑے بڑے جانتے۔ صحیح طریقہ تو یہ ہے کہ بٹر کیلئے چیز دیکھی اور خریدی جائے۔

چار باتی کے ٹوٹے پاؤں، ٹوٹی ہوئی کرسیاں، تصویروں کے خالی جگہ، بیکار ڈبے، بچے کھڑے، پڑانے، خلیز، ٹریک، صندوق، میز، ٹوٹی چکیں، اور جانے کیا کیا ہمارے گھر دن کی بے کار بھر رہا ہے۔

اپنا گھر کو صاف اور خوبصورت رکھنے کیلئے ایک چارٹ یا انڈیکس لیجے کہ بٹر کا حساب لگائے بغیر کوئی چیز نہیں خریدیں گے خواہ وہ کتنی بھی خوبصورت ہو!

اور دوسری بات یہ کہ ہمارے گھر میں جو کچھ مالٹو اور بیکار ہے وہ جگہ کتنی بھی خوبصورت ہو، اس مواد کو کبڑی کے گھر چلی جائے گی آپ کے ہاں جو مالٹو ہے، وہ اگر دوسروں کے ہاں ضروری ہو۔ اور آپ انہیں دے دیں، تو یہ اور بھی اچھا ہو گا!

دیکھیں! اس آواز کو آپ کیسے کرتے ہیں؟



دو بولیں۔

”سب نہیں کبڑا ہی کو بچ دیں۔ تو کئی روپے ملیں۔ اگر کے ہاتھ جسے پتال بھجوا دیں تو تو اب!“ میں نے کہا ”مجھ سے یہ سب بھیجیے نہیں ہوتے۔ بڑی ہیں تو میں بڑی رہیں!“ یہ ان کا جواب تھا۔

میں نے سرچا۔ ”یکسی کی دعا فی غرت ہے کہ گھر میں کوڑا بھڑے تو کوئی بات نہیں۔ مگر ان کا باہر بھینکنا اور شیشیاں اٹھوا دینا ایک جھیل ہے۔“

اس دن ایک دوست کے ہاں چائے پیے گیا بیٹا کرنے کیلئے نالی پر جانا پڑا۔ تو دیکھتا ہوں کہ برآمدے کا لمبی کارس پر چھ سات کا بچہ کے کلاس رکھے ہیں۔ لیکن کلاس کیوں، غرت سے دیکھا تو ایک لمبی کلاس نامت نہیں کسی کاکا دے تو ہے۔ تو کسی کے ہینڈ سے میں پھید!

گھر والے سے پوچھا۔ ”آپ ان بچوں کے کلاسوں سے کیا یاد نہیں ہیں؟“

مجھے اتنا سنا اس نے گھرا، جیسے عالم کسی جاہل کو گھورتا ہے اور پھر سنیں کہ کیا۔ ”ان سے میں کیا کام لیتی؟“ ”پھر یہاں کیوں پڑے ہوئے ہیں؟“ ”مٹی سے میں نے کیا سوال کیا۔“

بولیں۔ ”ہیں ہیں! ایسے ہی بڑے ہیں!“ جیسے کہ بچہ زور دکھا رہا ہے، تو ہیں ہیں کے سوا کیا کہیں!

کئی سال پہلے میں ایک انگریز دوست کے ہاں گیا۔ کوئی پتہ نہ تھا تو ملکی روٹی پر بڑھی تھیں۔ جہاں میں۔ تاکہ سے آئے۔ دیکھا باہر ایک خوبصورت لکڑی کا ایک مشیاف اور اس نے باسی ہی کچھ اور چیزیں رکھی تھیں۔ میں نے سمجھا یہ مٹی سے بنا ہو گئی ہیں! کتنے ہی میں نے دوست کی

اور ظاہر ہوتا ہے اور چار یا پانچ بار غذائے قدر و سس راغنی ہوتا ہے۔ غذا اس مبارک حدیث پر ضرور فرمائی۔ سواک کرنی ہر مسلمان پر لازم قرار دے دی گئی۔ دو بھی ہمارے سامنے بیان کر دی کہ سواک نہ کرنا ظاہر ناپاکی ہے۔ میں دن و رات سوڑھے، حلق، لعاب پیدا کرنے والی غدودیں اور جڑے شامل ہیں۔ منہ کے غائبے پر غذا اور سانس کی نالی شروع ہوتی ہے۔ سواک کے استعمال سے یہ تمام بدنی حصے و اعضاء ظاہر یعنی جراثیم اور گندے مواد سے پاک ہوتے ہیں۔ اب آپ سوچیں کہ جب منہ میں شامل تمام امفانگدگی اور کثافت کے ذریعہ سے سحر سے ہونگے تو آپ کے منہ سے بدبو آئے گی، نہ بویہ پھیلے گی اور گوشت کے ٹکڑے نظر آئیں گے۔ آپ جہاں چاہیں گے خوش خوش جائیں گے اور دلکش و محبوبت و دانتوں کو ہمارے نکالنے میں عار و حس نہیں کریں گے۔ جب آپ کے دانت چمکدار اور صاف ستھرے ہوں گے تو گوشت کی ٹوٹیوں، پھلوں اور سبزیوں کے پھول اور مٹھلوں کو خوبصورتی اور آسانی کے ساتھ ہار پھوڑ کے بعد غذا کی نالی اور معدہ کی طرف روانہ کر دیں گے جب یہ روٹی پھوٹی اور خلطہ بنی ہوئی غذا معدے میں جذبے گی تو اس سے کام بھی آسان ہو جائے گا۔

والد بزرگوار حکیم حافظ عبدالرشید بخش صاحب حبیب شاہی جاندھر می مردم اکثر مریضوں کو فرمایا کرتے تھے کہ اگر غذا کو دانتوں سے اچھی طرح چبایا نہ جائے گا تو قریب معدہ کو دہرا کام غذا جہنم کرنے کے لیے انجام دینا پڑے گا۔ پرانے اطباء سے سواک، بیکریک، نیم اور سیلو کی زیادہ پسند کی ہے۔ درخت چڑچڑا جیسے سکھ میں بھی کہا جاتا ہے۔ سواک بلنڈے کے لیے نہایت عمدہ ہے۔ یہ نہ کا پانی نکالنے اور چھوٹے چھوٹے سوزھوں کو نرم کرنے کے لیے نہایت بیکریک ہے۔ سواک سے دانتوں میں آگے چھوٹے غذا کے ذرات

نکل جاتے ہیں۔ جو اثر سواک کرنے سے دانتوں کے اوپر میل کی تہ جسے طر دنا رنار اور کوثرہ کہا جاتا ہے، انکو ہر رتبہ سے اور میل کی ہری، پٹی اور کالی تہیں جسے جنس پاتیں یہ میل ہو کہ بدبو دار کرنا، لعاب دہن کو نکالنا، و بعضی انگھوں کا بوجھ، اعصابی تباہی اور سر کے درد میں مبتلا کر دیتا ہے۔ فوٹے اور بھڑکے ہوئے دانت معدہ اور دانتوں کی دیواروں کو خراب پہنچاتے ہیں۔ منہ کی بدبو بھی مریضوں میں درم اور میل و دناک پیدا کر دیتے ہیں۔ بیکریک، نیم، چھلاہی، سیلو سکھ چین کی تازہ شاخ تو ذکر دانتوں سے چبا کر اس کا پھوس دوا برش بنائیں سواک کے ریشوں سے ہمارے منہ کے اندر تازہ باؤنیم، آکسیجن، داخل ہوتی ہے جو قیسی سے قیسی برش سے ہیں نہیں لی سکتی۔

نیم کی سواک سے کار بالک ایسڈ ٹیکس اور جھنک حک کے اجزاء میں حاصل ہو جاتے ہیں۔ یہ اجزاء گندگی اور خارش کے جراثیم ہمارے منہ سے ختم کر دیتے ہیں۔ بیکریک کے سواک سے میں ایسڈ اور گلیک ایسڈ کے اجزاء حاصل ہوتے ہیں۔ جو منہ کے چھالوں اور سوزھوں کے درم کو دور کرتے ہیں۔ سیلو کی سواک جلی نقطہ نظر سے جید جراثیم کش اور سوزھوں کو سدھول بنانے والی صدیوں سے مانی ہوئی ہے۔ ہمارے معدہ کالی کی دالے نے فرمایا:

وَلَا تَأْكُلْ أَشْيَءَ عَنِ أَغْنَى لَا تَوَلَّ عَصْرَ يَالْتَوَاكِ مَعَ كَلِّ حَسَنَةٍ

گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے چند سو سال پہلے یہ قدر ظاہر فرمایا تھا کہ سواک کے بارے میں میری امت سستی سے کام لے گی اور اسے ایک وجہ کے لیے حضور پر نمازیں سواک کرنے کا حکم اس لیے صادر نہیں فرماتے کہ آپ کی پیاد کی امت اسے بوجھ نہ سمجھے۔

آپ سواک پر سختی سے عمل نہ کرنے کا نتیجہ آپ کے

بقیہ: وہ کون تھا؟

کو مخاطب کر کے اپنے خود ساختہ دشمن کی طرف اشارہ کیا۔ آپ کی تعریف۔

”ابنیں آپ اچھی طرح جانتے ہیں۔ آپ نادان نہ نہیں۔ ہاں اگر آپ یہ سوال میرے پاس میں پرچھے تو بہتر ہوتا۔ امداد کے لیے التجائی ناگوار کی تہ تنبیہ کی۔

”مگر کیوں۔۔۔“ میں نے بے خوف ہو کر کہا۔ ”اس سے بڑے کو آپ میں بہ مخلوق کو پہچاننے کی صلاحیت نہیں ہے۔ آپ کے اس سوال سے میں تکلیف پہنچی ہے مگر میں اور میرے ساتھی امداد کے اسس رویتے سے سخت متوجہ تھے۔ انہیں اس سوس بھی تھا۔ لیکن اس سے زیادہ حیرت اس وقت ہوئی جب ہم نے اچھی چھی انگھوں سے ان دونوں کی غالی نشستوں کو دیکھا جن پر چنلے پیلے رنگ وہ درلا مکمل انسانوں کے روپ میں برابراں تھے۔

یہودیہ اور میرے ساتھیوں کے لیے آٹا لک لڑائی ہے۔ نہ میں نے اس کے بارے میں کسی سے کچھ جاننے کی کوشش کی ہے۔ تفرہ ہند اس وجہ سے کر دیا کہ یہ عجیب و غریب واقعہ طلسماتی دنیا، جیسے رسالہ کا ضرورت تھی۔

- زندگی حسین ہے اس سے پیار کرو۔
- زندگی بہت ہے اس کی پرستش کرو۔
- زندگی بدو جہ ہے اسے قبول کرو۔
- زندگی قریب ہے اسے پو۔ کرو۔
- زندگی کھیل ہے اسے جیتو۔
- زندگی دکھ ہے۔ اس پر قابو پاؤ۔
- زندگی خوشی ہے اسے محسوس کرو۔
- زندگی سفر ہے اسے مکمل کرو۔

ماہنامہ صحتی و بیماریاں میں ایک کو کوئی ایک آدمی میں نہیں ہے اس کے نام و انت صحیح سالہوں آج میں سال میں بچوں کی دواؤں کو کرنا آگیا جانتے دواؤں میں یہ دوا ضروری و اذہمنا نو سیدہ ہو جاتی ہے۔ اب یہ دوا ہاں ہاں ملک میں بھی عام پھیل رہی ہیں۔ یہ سب قیصر ہے سواک چھوڑ کر برشیں، دیکھ کر برشیں اور فوٹا پاؤڈر استعمال کرنے کا ہر مسجد آدمی خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ گرم ممالک کے رہنے والے تو کیا خود سرد ملکوں کے رہنے والے اور بیکریک جراثیم اور فزائس کے باشندے بھی ایک ہی برش کو کئی ہفتے تک استعمال کرتے رہتے ہیں۔ روزانہ ایک ہی برش استعمال کرنے سے اس کے ریشوں میں دانتوں کا میل اور غذا کے شربے شے بین ذرے چسبنے جاتے ہیں۔ بعض پڑھے لکھے لوگ برش کو استعمال کرنے کے بعد گرم پانی میں ڈبو تے یا ہاتھ میں بعض اسے مانع تعفن دوائی سے صاف کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ برش کسی بھی صورت میں بدلی آقا کی توجہ ضرورہ سواک کا بدل نہیں ہے۔

بعض بھائی دانتوں کی صفائی کے لیے تبا کو کمز میں ڈال کر پانی نکالتے رہتے ہیں۔ ایک پرانے تجربہ کار طبیب ہونے کی وجہ سے میں اس تجربہ پر یسٹا ہوں کہ تبا کو دانتوں کا درخن کر اور سوزھوں کی صورت کر دیتا ہے۔ اس سے معدہ کی تیزابیت بڑھ کر دانتوں پر مضر اثر کرتی ہے۔

دانتوں کو مضبوط اور پائیدار رکھنے کے لیے ایسی غذاؤں کا استعمال جن میں چوڑے کے اجزاء اور فزائیوں، بے مد ضروری ہیں۔ قدرت نے چوڑے اور حیاتین کی بیشتر اقسام دودھ میں سموی ہیں۔ یہ قسمتی سے آج دودھ کا استعمال کم ہو رہا ہے۔ اگر آپ دانتوں کو قائم و دائم رکھنا چاہتے ہیں تو ہر روز چوڑے والی سبزیاں اور جڑی دواؤں سے چبا کر کھایا کریں اور دودھ آدھ سیر روزانہ پیا کریں۔

سبزی پکانے کے مختلف طریقے

اور ان کا صحت پر اثر

(۱) اہلی برقی (۲) تھو میں تلی ہوئی (۳) سبزی ما (۴) خشک (۵) پکی، عام طور پر انہیں پانچ صورتوں میں سبزی کا استعمال ہوتا ہے۔

اہلی برقی سبزی بہت جلد ہضم ہو جاتی ہے، مگر تھو میں تلی ہوئی تھیل ہوئی ہے تھو دار شدہ والی سبزی تھو اور قبض کش ہے۔ نیز پشاپ آور ہو جاتی ہے مگر کھانے کے بعد طور پر ہضم ہونے میں بدمزاج ہو جاتی ہے کیونکہ شوربہ سے تھو روتی کو زیادہ دیر جانے کا ضرورت نہیں ہوتی۔ اس طرح صاب کالی مقدار میں اس کے ساتھ نہیں مل سکتا اور کمزور ہاضمہ رکھنے والوں کا کھانا جلد ہضم نہیں ہوتا۔ خشک سبزی یعنی جسے پکاتے وقت سب پانی سوکھ جائے۔ ایسی سبزی تا بھی ہو جاتی ہے اس کے استعمال سے کھانا جلد ہضم ہوتا ہے۔ مگر جلد لگتی ہے۔ خشک سبزی کے ساتھ کھانا کھا کر ایک دو گھنٹے بعد پانی پینا صحت بخش ہے۔ قبض نہیں ہونے پاتا۔

سبزی میں اور کھانے خشک یا لیس کا تڑکا لگانے سے بادی ہضم دور ہو جاتی ہے۔ کھانا بہتر ہضم ہوتا ہے

کھانسی، بخار، وغیرہ کی شکایات دور ہو جاتی ہیں۔ محرم طبیعوں کے لئے بیگ اور لیس اچھے نہیں۔ دھنیا، ملا زیدہ، پاز کا تڑکا عام طبیعوں کے موافق ہے غذا کو ہضم کرتا ہے۔ ہر ایک سبزی میں موٹی الائچی کالی مرچ اور کالا زیدہ ڈالنے سے سبزی زیادہ مزید بن جاتی ہے۔ اور ہضم بھی جلد ہو جاتی ہے۔ زیادہ گرم مزاج والے چوٹی الائچی اور سفید زیدہ استعمال کریں۔ کچی سبزی کتر کر اور نمک کالی مرچ ملا کر کھانا بہت صحت بخش ہے۔

جنات خبر

طہاسات دنیا کا جنات خبر ایک تاریک ستارہ
برگاہیہ بحال مناجت جسے آپ
بکے ذرا سے جین کر سیکھ گئے
مقلد اعلائے کائنات اور فرات



رسول کریم نے چھینک کو عمدہ

صحت کا نشان تسلیم کیا ہے

تاجدارِ دین جناب کالی کئی والی سرکار نے دنیا بھر کے مسلمانوں کو چھینک آنے کا نفع سمجھا دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چھینک صحت کے عمدہ ہونے کا پتہ دیتی ہیں۔ اور تھو چھینک آجائے تو اسے زکام کی ابتدا سمجھا جائے۔ اسام طب حکیم و عل ابن سینا نے دنیا بھر کے مسلمانوں کے سامنے یہ منظر یہ آنے سے صدیوں پہلے پیش کیا کہ موت کا وقت قریب ہو تو آدمی زائدہ کو چھینک نہیں آتی۔ اگر کسی مریض میں کوشش کرنے پر بھی چھینک جاری نہ ہو سکے تو سمجھانے کہ مریض کسی صحت اور جان بیا مرض میں مبتلا ہے۔ عموماً نزلہ زکام کے مرنے میں پہلے چھینک آنی شروع ہوتی ہیں۔ مرض زکام کا اثر شروع ہونے پر ناک کے اندر استر کرنے والی جھلی سے حکیم صاحبان غشائے غامضی کہتے ہیں۔ سوچ کر دم کر جاتی ہے۔ جب یہ ناک کے اندر استر کرنے والی جھلی چول کر ہوتی ہو جاتی ہے تو اس سے ایک پتلی رطوبت خارج ہوتی شروع ہو جاتی ہے۔ یہ رطوبت زکام اور نزلہ کے جراثیم اور زہریلے فضلات سے بھری ہوتی ہے۔ اس مرض کے مرنے سے ہسانی ناک کے اندر ہر ایک جراثیم جن لینا شروع کر دیتے ہیں۔ جن مرض پھیلانے والے جراثیم اور زہریلے مادوں کو بدن سے باہر پھینکنا ضروری اور صحت مند ہوتا ہے۔ بیماری قوت دیر ہ بدن اسے باہر ناک میں خراش کر کے باہر نکالنا شروع کر دیتی ہے۔ اس صحت نہر کو بدن سے نکالنے کے لیے دفاعی طور پر چھینکوں کی راہ ہی اس کو فارغ کیا جاتا ہے۔

دنی آما صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو برس پہلے ہی حکیموں اور مسلمانوں کو چھینک آنا بیماری رفع کرنا اور درجنوں بیماریوں سے محفوظ رہنے کا ذریعہ سمجھنے کی تعلیم فرمائی۔ چھینک آنے سے باہر سے داخل ہونی نقصان دینے والی اشیاء اور زہریلی رطوبت کے ساتھ جے لگتی ہے۔ ہسانی ناک کے اندر استر کرنے والی جھلی میں باریک اعضاء یا شاخیں پھیل جاتی ہیں۔ یہ اعضاء دماغ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان اعضاء یا شاخوں کے بعض حصے تو اس قدر تیز ترس رکھتے ہیں کہ ان پر کوئی معمولی شے بھی باہر سے آکر چھٹ پڑے تو اس کو اجنبی اور نقصان دینے والی سمجھ کر فوراً دماغ کو خبردار کر دیتے ہیں۔ ہارا دماغ اپنے حکم بردار اعضاء کو فوراً چھینک لاکر اس زہر کو خارج کرنے کا آرڈر دے دیتا ہے۔ اس حکم کی تعمیل اس طرح ہو جاتی ہے کہ ہمارے بدن پر ایک اشق دال حالت ہو جاتی ہے۔ پتلی بند ہونے لگتی ہیں۔ اعضاء آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں۔ سانس لینے والے اعضاء لبا سانس لینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ زبان کا پچھلا حصہ صحت کو مزہ سے الگ کر دیتا ہے۔ اس حالت سے پہلے اور پیچھے دونوں میں جو اکاڈ باؤا پاک ایک زوردار جھٹکے کے ساتھ ناک سے خارج ہو جاتا ہے۔ دنیا بھر کے باسی اس زوردار جھٹکے کو چھینک کی شکل میں دیکھ لیتے ہیں۔ اب آسانی سے ہم

بھول گئیں گے کہ رحمت دو عالمؐ نے یہ کون چھینک کو محبت کی علامت تسلیم فرمایا۔

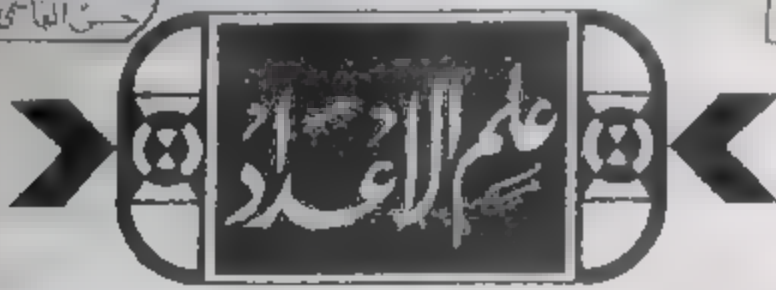
بعض دفعہ یہ امتیاع سے ناک کے اندر کوئی باہر کی چیز آکر پھنس جائے تو مکرم مساجد چھینک لانے والی دوائی ناک میں داخل کرتے ہیں۔ اس دوائی سے ناک کے اندر دلتے تھے بانے میں خراش ہو جاتی ہے۔ یہ خراش ناک میں اٹکی ہوئی چیز کو چھینک کے ذریعہ باہر چھینک دیتی ہے۔ چھینک دو دھاری خواہ ہے، اس کے آنے سے اس شخص کو درجنوں بیماریاں سے محنت ہو جاتی ہے۔ پرانا سسرور اور کام اور نزلہ، دماغ اور کینٹینوں کی جکڑ اور تشنج میں چھینک آنے سے دماغ صحت کا آئینہ روشن اور طبیعت چرخچال ہو جاتی ہے۔ یہ نقطہ مکمل ڈاکٹروں اور تحقیق کرنے والوں کو کئی سو سال کے بعد معلوم ہوا۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ چھینک سے خارج ہونے والے زہریلے فضلات اور جراثیم اور گرد مٹے لوگوں کو کسی ملک یا رہائش گاہ سے ہٹا کر رکھتے ہیں۔ رسول دو چہان نے کس جوہورتی سے چھینک کی پیٹ میں آنے والوں کی بھی رہائش گاہ سے چھینک لینے والا شخص تو درجنوں بیماریوں سے محفوظ ہو گیا۔ اسے ہمارے آقا و مولا نے حکم دیا کہ تو اپنی زبان سے اللہ کے کلمات ادا کر۔ تجھے خدا کے بزرگ و بڑے تر نے تنگ کرنے والی کئی بیماریوں سے چھٹکارا دلایا ہے۔ اور گرد و نچ ہو سنے والوں کو رحمت دو عالمؐ نے حکم دیا کہ وہ نیز خدک اللہ کے الفاظ اپنی زبان سے ادا کریں۔ کس قدر بیماری اور سستی آموز تعلیم ہمارے آقا و مولا نے جس تعلیم فرمائی۔ اللہ تعالیٰ سے سب سے بڑے دھارے ہیں کہ یہ شخص آئندہ جس آفات اور بیماریوں کے جنگل سے محفوظ رہے۔

تیسرا نادر و نادر علم یہ ہے کہ دوائی سرکار نے دنیا بھر کے فلاسوف اور علم والوں کی زیادتی علم و دانش کے لیے تیار کیا۔ اللہ کے جلیلین بیان فرمایا۔ کس قدر خیر و برکت اور بھائی چارے کی تعلیم میں ارشاد فرمائی تھی۔ چھینک والا اس کے حق میں بھلائی کی دھارے والوں کے لیے ہدایت کی دھارہ ہے۔ دنیا بھر میں آج شکر یہ ادا کرنے کے لیے درجنوں محاورے اور جملے علم والوں نے رائج کر رکھے ہیں۔ کالی گلی وال سرکار نے کس قدر سنی خیر اور حقیقت حال بیان کرنے والے الفاظ ہمیں تعلیم فرمائے۔ جب کس انسان کو چھینک آئے تو اسے اپنا رخ حاضرین مجلس یا باہر منظر گھر کرنے والے آدمیوں سے پھیر لینا چاہیے تاکہ چھینک سے خارج ہونے والے چھوٹے دھارے جراثیم دوسرے انسانوں تک نہ پہنچ جائیں۔ ہر انسان کو اپنی حیثیت کے مطابق ایک چھوٹا سا دارال اپنی جیب میں رکھنا چاہیے۔ چھینک آنے پر وہ مال کو ناک کے آگے رکھنا چاہیے۔ اس طرح ایک دوسرے سے غارت ہونے والے مواد اور جراثیم روکنا چاہیے۔ دوسرے مجلس میں شامل لوگ آپ سے نفرت نہیں کریں گے۔ دھارے کو آپ آسانی سے صاف کر سکتے ہیں۔ فضا اور ہوا آپ کے اسس امتیاز سے بیماری سے پاک صاف رہیں گے۔

بعض مرتبہ کس انسان کو چھینک آنے کی حاجت ہوتی ہے اگر آئے آتے چھینک دھب جاتی ہے۔ اس صورت میں تیز روشنی اور دھوپ میں چند منٹ بیٹھنے سے عموماً چھینک آجاتی ہے۔ بعض فرقہ پرست آدمی کو چھینک کی حاجت ہونے لگتی ہے مگر وہ کسی ضروری کام یا مجلس میں جھٹکا ہوتا ہے۔ چھینک تو اراد کی یا غیر اراد کی طور پر اپنا کام کرنا چاہتی ہے مگر یہی ناگوار محسوس ہوتی ہے اسے روکنا نہیں ممکن ہی ہوتا ہے۔ اوپر دالے ہونے یا ناک کی کوک پر شدید باؤ ڈالنے سے کسی حد تک چھینک کو لا جا سکتا ہے

قسط نمبر ۱



۹ نمبر کی خصوصیات

یہ نمبر تین سال سے تعلق رکھتا ہے۔ جو لوگ انگریزی ماہ کی ۹ تاریخ کو پیدا ہوئے ہوں ان کا نمبر بھی ۹ ہی ہے۔ یہ نمبر کی دوست قوت خیالی، مستحکم ارادے، خود اعتمادی، جرات دے باکی اور ہمہ جہد کا آئینہ ہے۔

جن حضرات کا عدد ذاتی ۹ ہوگا ان میں مندرجہ ذیل نمبر کی اوصاف نمایاں ہوں گے۔

مسلک کشش کرتے رہنے کی عادت، خود اندازی کا مذہب، عافیت پسندی، مسلمان طبیعت وغیرہ۔

جن حضرات کا عدد ذاتی ۹ ہوگا ان میں مندرجہ ذیل نمبر کی اوصاف نمایاں ہوں گے۔

محنت پسندی، زور و قہاری، ہر کس کو ناکس پر طمان، بھلائی کی عادت، مولوی رجحان کیلئے پروری، فریب خوردگی وغیرہ۔

۹ نمبر والوں کا خصوصی مزاج

جن لوگوں کا عدد ذاتی ۹ ہوتا ہے وہ زبردست قوت خیالی اور مستحکم ارادے کے مالک ہوتے ہیں۔ انہیں کسی بھی معاملے میں شے سے شے کرنا بھی بہت مشکل ہوتا ہے۔ یہ لوگ بالعموم علمی اور ادبی دوق رکھتے ہیں۔ سلیقہ مندی اور بے امتیاعی ان کی ذات کے خاص اجزاء ہیں۔ یہ لوگ اپنے واپس آئے شوقین ہونے پر اصرار کی جاتی انہیں بڑے بڑے گروہ نہیں ہوتی، جو سستی سے بھی اٹھیں اٹھاؤ ہوتا ہے۔ عام طور پر دل کے ساتھ ہوتے ہیں لیکن کبھی کبھار پروری بھی جلا ہوتا ہے۔ بچی دوستی اور بچی دشمنی کرنا ان کی طبیعت میں ہوا کرتی ہے۔ یہ دوستی اور دشمنی کی خاطر اپنی زبان قربان کرے سے بھی دریغ نہیں کرتے۔ بچہ دہ میں انہیں خاصی مقبولیت حاصل ہوتی ہے۔ لیکن رشتہ داروں سے انہیں وفا نصیب نہیں ہوتی۔ کینیت پروری ان کے ماحول کی تعداد زیادہ ہوتی ہے۔

یہ لوگ دوستی اور محبت کے وفادار ہوتے ہیں۔ اور ہر وقت اپنا ملکہ شریک جاننے کی فکر میں رہتے ہیں۔ لیکن دوستی انہیں راس نہیں آتی۔ راس کی بیماری وہ یہ ہوتی ہے کہ یہ انگریزی مزاج۔ بچنے میں اور اپنے موقف سے اصرار و سر پر جانا بھی ان کے نزدیک جائز نہیں ہوتا۔ اور یہ مزاج اس لحاظ پر مست اور چالاک دنیا میں انسان کو ہمیشہ نقصان پہنچاتا ہے۔

شخصیت

جن حضرات کا نمبر ۹ ہو گیا وہ فطری طور پر تہمتی پسند ہوتے ہیں اور کیسور بنا بھی ان کی خاص عادت ہوتی ہے۔ مختلف مصروفیات میں تجربے و ہنر ان کی کیوری ہے۔ ہر کام کو ان کی اجتہاد تک پہنچا دینا بھی ان کا عمومی مزاج ہوتا ہے۔ ان کی شخصیت بہت بے کشش ہوتی ہے۔ نئے زمانے ان سے متاثر ہونے لگے ہیں۔ یہ لوگ میراں کارہ میں بار بار ہارنے کے بعد بھی جیت نہیں پاتے۔ اور ہر کس مسئلے کے آٹھ ٹکڑے ہوتے ہیں۔

ان حضرات میں گفتگو کی صلاحیت ہوتی ہے۔ ہر بے باقی سے دوسروں پر غالب آ جانا ان کے لیے بہت آسان ہوتا ہے۔ یہ صرف



اختیار کر لیتے ہیں۔ اگر لڑکے یا لڑکی کو کسی وجہ سے سخت سست کہیں تو ممکن ہے کہ ان کے جذبات کو تھیس پہنچے اور وہ باغی بن جائے۔ لہذا ان کو کام کرنے کا مناسب موقع فراہم کیجیے اور بہت افزائی کیجیے۔ یقیناً وہ فراخ اندامی کر دیں گے۔ اور آپ کی مشاکل کے مطابق کام کر رہے ہوں گے۔ اگر بچہ اپنے والدین کے زیورات اور کپڑے الٹ پلٹ کر دے دیے ہیں تو اس کو دبانے نہیں بلکہ پیار سے سمجھائیے کیوں کہ فریادنا اس کی بھائی خواہ صورت کٹوں اور زیورات کی خیریت ہو جاتی ہیں۔

اسدی بیچ اپنے والد کی شکل کرتے ہیں۔ مگر میں والد کے حق سے شعل فرمائے لکھیں گے اور اسکول جانے میں ان کی نکلانی کو استقامت کا پتا نہیں گئے چنانچہ ان کے مستقبل کی فکر کے لیے مناسب قرینیت کا بندوبست کیجیے۔ یہی امر ان کے لیے مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ نیز انہیں وقت کا باندھنا ہے۔

اگر کبھی وہ اپنی خدمات کی پیشکش کریں یا ایذا رزق کے آپ کو نصیحت کریں تو آپ ان کو ٹھکائیے نہیں۔ بلکہ بہت اخلاقی کیجیے یا یہ ان کی توجہ ان کے اخلاقی کاموں کو سنا رہے کی طرف تبدیل کر دیجیے۔ بہر حال وہ کچھ جو اس برج کے زیر اثر پیدا ہوا ہے۔ آپ اس کی شخصیت کی تہہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔

گمزوریاں محبت کرنے کے معاملہ میں جلد باز ہوتے ہیں۔ چاہے وہ بچے ہوں چاہے نوجوان۔ اس گمزدرد کی کارہی طرح شکار چوتے ہیں۔ دوسری گمزدرد کا یہ ہے کہ آپ ان کی ہر بات میں بڑائی اور غرور کی بوھٹوسس کریں گے۔

منزل نشو و نما ان کی جوائی جذبات و تقورات کا شکار ہوتی ہے جب یہ کسی عیوانِ انجیز واقعات کا سہارا لیتے ہیں۔ تو اس کا رد عمل شدید ان پر پڑتا ہے۔ خصوصاً بوخت کے دواں میں یہ خواہشات و تقورات کی دنیا میں ایک ہیرو کی طرح کی زندگی کا اثرائے ہوئے چوتے ہیں۔ حالانکہ بچپن میں بھی ان کی حادثات پر تذکرہ اور غرور کا عنصر غالب ہوتا ہے۔ مگر یہ جوائی اور ان پروردہ رہتا ہے۔

ان کی شادی یا ساقی کے لیے ہر حال میں پیدائش اور ۲۱ تا ۲۲ اپریل ۱۲۰ کے زمرہ میں ہونے والے بچوں کا انتخاب کیا جائے گا۔ پھر ہر ۲۲ نومبر ۱۲۰ سے دسمبر ۱۲۱ تک اسے ہر وقت مناسب اور درست بات ہوگی۔ لیکن ان کی زندگی کا گذران کے ساتھ زہر کے شکار بن کر پیدائش ہر ۲۲ نومبر ۱۲۱ تا ۲۱ اپریل ۱۲۲ سے سنی ۱۲۱ تک یا ہر وقت پیدائش کو ہر ۲۲ نومبر ۱۲۲ تک کے درمیان ہو۔

گنج گار

دور کیم بشرطی تسلیم ہو تو کھاسا سماں پیدا ہو تو حضرت یحییٰ علیہ السلام نے باواؤں رحمت کیلئے دست و دعا دیا تھا ہے۔ اور وہ ہوا ہے کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے یحییٰ بنی ایک، بنزین کا ہے۔ کہے کہ اس سے اتفاق و دعا قبول ہو جائے گی۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام نے لوگوں کو اس وقت دعا دی کہ وہ دعا قبول ہو جائے۔

یہاں تک کہ وہ اپنے تمام اوصاف کے ساتھ ایک ہی نام پر اور خدا کے حضور میں گئی۔ یا اللہ میرے تیرے ہر ایک بندے کو جو اس کی طرف سے نیکو ہے، اس کی طرف سے نیکو ہے۔ یہاں تک کہ وہ اپنے تمام اوصاف کے ساتھ ایک ہی نام پر اور خدا کے حضور میں گئی۔

مرسله: نور الاسلام حبشی، کتبی

دُکھ پر ویسے رات بہت دیر سے سویا تھا۔ سدا
 دن اس کے مطلب میں مریضوں کا آنا بندھا رہتا۔ اور اسے
 دم لینے کی بھی مہلت نہ ملتی تھی۔ لیکن اب صبح ساڑھے چار
 بجے وقتاً اس کی آنکھ کھل گئی۔ اس نے سنا کہ مکان کے
 صدر دروازے کی گھنٹی زور زور سے بج رہی ہے سو فوراً
 برتنے میں ابھی دیر تھی اور چاروں طرف گہرا سناٹا چھایا ہوا
 تھا اس سناٹے میں گھنٹی بجنے کی مسلسل آواز سن کر ڈاکٹر پوچھ
 کر یوں محسوس ہوا تھا۔ جیسے اس کے دماغ پر آہنی ہتھوڑے
 سے ضربیں لگائی جا رہی ہیں۔ گرم گرم بستر سے اٹھا اس
 وقت اس کے لیے سخت تکلیف دہ تھا وہ بے اختیار اپنے
 لازم کو کر کے کچھ ایک روز پہلے یہاں نہ کر کے اپنے گاؤں چلا
 گیا تھا۔

”خدا جانے کون بد بخت میری نیند خراب کرنے آپہنچا ہے
 مجھ پر رحم جائے۔“ اس نے جڑ بڑا کر کہا اور محاف اپنے اوپر لپیٹ

کمر بستہ کی پھر کوشش کرنے لگا مگر اب ٹھنکی بجائے دالارہ واز
کو اس انداز سے بیٹھے لگا کر پورے مکان میں جھونپال سا
اٹکیا کئی منٹ تک یہی کیفیت رہی اور جب ڈاکٹر پر ویزک
نیمہ آڑ کئی اور اسے یقین ہو گیا کہ دستک دینے والا بیٹھے
والا آسانی نہیں تو وہ طیش میں کمر بستہ سے نکلا اور دھڑک
لگاؤں پہناتا کر اتنی پال چلتا ہوا صدر دروازے کی طرف
گیا۔ دروازہ کھول کر بولی ہی اس نے باہر تارکی میں جھانکا
دفعاً ایک شخص دروازے میں گھس کر مکان میں آگیا اور
زور سے دروازہ بند کر کے تھن لگا دی۔ پھر اس نے
اپنے کانپتے ہوئے ہاتھ سے ڈاکٹر کا بازو پکڑ لیا۔ ڈاکٹر نے
جھٹکے سے کمر اپنا بازو چھڑا کر اچھا کیا، لیکن اجنبی نے اس کا
ہاتھ اور پٹنی سے پکڑ لیا اور باپتے ہوئے کمر بستہ ہی ہوئی آواز
میں بولا:

مجھے بتایا گیا ہے کہ اس مکان میں ایک ڈاکٹر رہتا ہے

ڈاکٹر یہ دیز۔۔۔ کیا ہمارا ہی نام ہے یا اگر تم ڈاکٹر نہیں
میں ڈاکٹر کے پاس سے چلو۔

ڈاکٹر کے جواب دینے سے پہلے پراسرار اور جہنی کا ہندوستان سکون اور بد نظ خانہ معاش کیا پھر مطمئن ہو کر کہ کوئی تشویش کی بات نہ تھی، دس لے لے جہنی کا ہاتھ پکڑا اور اسے اپنی حفاظت کا گاہیوں سے آگاہ کیا۔ ان دنوں آگ کے مدد مہم شعلہ ایسی ملک دفعی طور پر تھے اور کڑھ خاص گرم تھا۔ اس نے کڑھی ایک ٹوکھا سا لکڑہ آتش دہلیں میں جھونکتے ہوئے کہا۔

"ان جلیے ہی ڈاکٹر اور جہنی تھے؟"

”آہ... تب خدا کے واسطے مجھے تیار کیا میں اپنی
 بولی“

ایک مرتبہ ڈاکٹر نے پھر اس بے وقت کے ملاقاتی کو بلوایا۔
 دوسرا کا علیحدہ بڑا ہی عجیب تھا۔ سر کے سونے بال اچھے بنے
 اور گردن آلودہ بن کے کپڑے تار تار اور دیر چس کے نقوش
 صاف تھے خون سے تر تھا۔ اس کی آنکھوں سے خوف دیر اس
 اور دیر جی ہونی آواز بھی کچھ گپٹ اور دہشت کا عنصر نہ لایا تھا
 ڈاکٹر نے ایک کرسی کی طرف اشارہ کر کے اسے بیٹھنے کے لیے
 کہا جس پر اجنبی دھم سے گر گیا۔

”تم دلی بھی جو شکہ و میں ابھی تہا ری داستانِ حسنا ہوئے
 و اکثر نے اللہ کی محفل کو تہہ رس نکالی اور کافی بنا کر اس
 کا مالہ اجنبی کو بیٹے ہوئے کیا۔

”پہلے اسے لکھ لو“
اس نے ایک ہی گھونٹ میں پیا اور فرمایا: آہستہ آہستہ
میں کے اوسان کمال ہو گئے اور پھر میرے پچھلے ہوسے
میراثت کے آثار اور رفتہ فاقب ہو گئے۔ چند منٹ تک کمرے میں
فاموشی بھائی رہی۔ آخر اچھلنے لگی۔ اچھا! یہاں اس طرح شردہ کی
ذائقہ صاحب میرا نام جمال ہے اور میرا پیشہ فوٹو گرافی

ہے۔ مجھے اس علاقے میں چند تصویریں بھیجے گئے لیے آٹاپڑا میں اس علاقے سے قطعی ناواقف ہونے کے باعث گزشتہ چند روز سے مختلف دیہات میں بھٹکتا پھرتا ہوں۔ گزشتہ راستہ میں اپنی موٹر سائیکل پر چاربا خاں اور میرا راستہ حدود درجن سنان اور دلدلی میدانوں پر مشکل تھا۔ رات بھی سنان سے زیادہ سرد اور تاریک تھی۔ دفعائیں نے غور کیا کہ موٹر سائیکل کی رفتار خود بخود کمی پڑ رہی ہے۔ تھوڑی دیر بعد وہ پانی لگی اور آگے چلنے سے انکار کر دیا۔ میں نے موٹر سائیکل سے اتر کر اس کا معائنہ کیا اور یہ معلوم کر کے دل دھک دھک کرنے لگا۔ پٹرول کی کٹلی تقریباً خالی ہو چکی ہے۔ اس میں دراصل ایک خاصا سوراخ تھا جس میں سے پٹرول ٹپک ٹپک کر تمام راستے تازا آیا تھا۔ میں نے جلدی سے چوٹنگ کی گولی چبا کر اس کا ریزہ کھا لیا۔ اس سوراخ پر لگایا گیا کہ جو تھوڑا سا پٹرول باقی بچ رہا ہے وہ ضائع نہ ہو۔ میری بد قسمتی دیکھی کہ خاتون پٹرول کا ڈبہ میں سفر میں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا ہوں۔ بالکل خالی تھا۔ لاکھوں میں گھیرا ج والوں کو ہدایت کر دی تھی کہ وہ یہ ڈبہ رول سے ہٹ کر دیں مگر شاید وہ بھول گئے تھے۔

خدا کا نام لے کر میں نے موٹر سائیکل دوبارہ شراث
یا میرا س دیران ملائے سے بہت جلد نکل جانے کے لیے
چلے ہیں تھا۔ مگر کیا معلوم تھا کہ موت کو ادا کر کے ہی منظور ہے۔
میں بمشکل نوٹن میل ہی گیا تھا کہ موٹر سائیکل نے پھر چلنے
کا جواب دیدیا۔ آپ شاہ میری وحشت اور پریشانی کا صحیح
راز نہ کر سکیں تو اس وقت مجھ پر طاری ہوئی۔ میرے
راز سے کئے مطابق نزدیکی کا ڈنک ازم چھو میں پرستھا
میں نے جیسی حقیر کی نکال کر وقت دیکھا۔ چلتی ہوئی سوئیوں
نہایتیاد کر رات کے پورے دس بجے میں میرے چاروں طرف
پاندھ دیا چھایا ہوا تھا اور ہوا میں تنگی کو بہت کڑھتی چلائی

تھی۔ میں نے انھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف پناہ لینے کے لیے کوئی مکان یا کسی انسان کی حضور پرورش کر نے کی کوشش کی، مگر اسس ہولناکی سناتے کو دیکھتے ہوئے معلوم ہوتا تھا کہ عیدوں سے اس دیرانے میں کسی انسان نے قدم نہیں رکھا اور پھر میں نے غصہ سے لیا کہ دھنکا ایک جسمہ ابدال ہے جو چاروں طرف سے مجھے اپنے حلقے میں لینے کے لیے تہمت آہستہ مری طرف بڑھ رہا ہے ؟

اس موقع پر اجنبی نے یہ حقارتی دیر توقع کیا اور پھر

”مجھے یہ اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ اس دھند کو دیکھ کر میری وحشت اور اضطراب میں اور اضافہ ہو گیا، میں نہیں جانتا تھا کہ اب کیا کر دوں اور کدھر جاؤں، ایک ہولناک سناٹا میرے گرد و پیش طاری تھا۔ جیسے میں صدیوں پر اسے کسی قبرستان میں گھڑا ہوں دھند نے آخر مجھے اپنی لپیٹ میں لے لیا اور میں نے یوں غسوس کیا، جیسے کسی نادیدہ آہستی قوت نے میرے اعصاب سلب کر لیے ہیں، ڈاکٹر صاحب، یقین کیجئے کہ اپنے دوستوں کے حلقے میں مجھے بھی بزدلی نہیں سمجھا جاتا، اور میں کئی مرتبہ مختلف ڈراؤنے واقعات کے مراحل سے گزر چکا ہوں، لیکن اس دھند میں اپنے آپ کو متہمتا رہے ہوئے مجھے یقین ہو رہا تھا کہ اس میں کس آہستی قوت کا داخل ضرور ہے اور میری کچھ گنتی حس مجھے بتاتی تھی کہ یہ قوت میرے کیسے قریب ہی موجود ہے۔ پھر میں نے اپنے کدھوں پر زبردست دباؤ محسوس کیا اور یوں مفلوج ہو کر یہ نادیدہ آہستی قوت مجھے ایک طرف بڑھنے کے لیے مجبور کر رہی ہے میں نے بڑی کوشش کی کہ اس طرف نہ جاؤں، لیکن بے بس تھا، ایک بے جان لٹا کی مانند میں کھنسی خاراہ جھانڑوں کی طرف بڑھنے لگا جن کے درمیان دو دروازے کی شکل و صورت کا ایک وسیع شکار

مجھے قریب جانے پر دکھائی دیا۔

جلوں ہی میں اسکی شکاف میں داخل ہو کر دوسری جانب
کلام میر نے کندھوں پر رکھا ہوا تھا قبل پر داشت ہو کر وہاں دو
رکھا تھا۔ شاید اس سبب نے اب میر اپنے چار چور یا خطا میں
رکھا کہ وہ چمکی و حصد جسے دیکھ کر دشت لاری بھی آہستہ
ہستہ دفنائیں قلیل ہو کر غائب ہو گئی میں نے چاروں طرف دیکھے
کی کوشش کی اور پھر میرا دل خوش اور مسرت سے نکاح اٹھا۔
میں ویرانے میں پناہ لینے کے لیے آٹھ ایک مکان دکھائی دے
تے تھے۔ یہ ایک پرانے دروازے کا بہت قدیم مکان تھا جس کے
چاروں طرف خود دروازے اور ایسی گھاس کثرت سے اگی
ہوئی تھی۔ امتداد زمانہ کے باعث اس سرانے کی دیواروں کا
رنگ سیاہ ہو گیا تھا یا اس گھپ اندھیرے میں مجھے ہی سیاہ
نظر آیا۔ بہر حال بے چارگی اور مصیبت کے وقت اس سرانے نما
مکان کا دکھائی دینا میرے لیے سند میں روشنی کے مینار سے
سے کہیں زیادہ اہم تھا۔

مجھے یقین تھا کہ یہ مکان مہر درآباد ہو گا۔ اور بے شک رات کا بی جا چکی ہے۔ مگر مکان کا رنگ یا جو کئی بھی اس میں رہتا ہے ایک اجنبی کے لیے دروازہ کھولنے میں نامائش کی حسوس نہیں کرے گا اور میں مکن ہے کہ اس ٹھکانے سے اوپر کے پائے سے مسافر کو کھانا بھی کھلا دے۔ یہ خیال آتے ہی گرم گرم ہرچاہے در کھانے سے بھرے ہوئے برتن میری نظر کے سامنے قلم کرنے لگے۔ مجھے اپنے آپ پر نہیں آئی۔ چند منٹ پہلے مجھ پر ہیبت اور خوف کی جو زبردست کیفیت طاری تھی۔ وہ اب کون واہینان سے بدل چکی تھی۔ انسان کی فطرت بھی عجیب ہے۔ ہاتھ کو ہاتھ سمجھا کر نہ دینے والی اس تاریکی میں سرانے کا اسے تلاشی کرنا بھی کار سے واو دھما۔ اور پھر قدم قدم پر دروازے آتا رہا۔ لہذا جلدی مجھ سے رائے کو کھانے والا

راستہ سے نظر آگیا۔ قریب پہنچ کر اس عمارت کے دھندلے نقوش
مجھے واضح طور پر دکھائی دینے لگے۔ دور سے یہ چھوٹی سی دکھائی
دی تھی، مگر اصل میں یہ کافی عظیم عمارت تھی۔ اس کے بندوبست
دروازے پر کچھ لکھا ہوا جس کا معنی کوئٹہ کے بادشاہ دروازہ
سکا۔ اوپر کے اوپر دروازوں کے ایک زبردست جھنڈے
اس عمارت کو اپنے طبقے میں لے رکھا تھا۔ ایک عجیب بات
میں نے یہ دیکھی کہ عمارت کے چاروں طرف دیواریں اور اسٹریٹ
پچھلی ہوئی تھی، لیکن یہ دھندلے پن کی وجہ سے ہوتی تھی۔

پوری دل جمعی کے ساتھ میں نے دروازے پر دھک دی
اور ایک لمبے تنگ انتہائی کھلی دروازہ کھلے، مگر اندر سے
کوئی جواب نہ آیا۔ تب میں نے کئی مرتبہ اور زور سے دروازہ
کھٹکھٹایا۔ اندھیرے میں وہ رنگ رہنے کے باعث میری آنکھیں
گرد و پیش کی اشیاء پر بکری دیکھنے پر قادر ہو چکی تھیں اور میں
حیران تھا کہ اس عظیم عمارت کا مالک یا انتہائی ہی ہے
پر وہ قسم کا آدمی ہے یا پھر اسے گوشہ قناعت سے ہی نکلنے
کا موقع نہیں تھا کہ اس کی حالت درست کرے یا نہ ہو۔
دفعتاً میری نگاہ عمارت کی پیشانی پر لگے ہوئے ایک بڑے سے
سفید پتھر پر چڑھی جس پر چند الفاظ لکھے تھے۔ پہلے میری آنکھیں
تھا کہ شاید اس پتھر پر سرائے کا نام لکھا ہوا ہے، لیکن اب فوراً
دیکھنے پر پتہ چلا کہ اس پر عجیب مضحکہ خیز الفاظ لکھے ہیں:

”یہاں آپ کا سفر ختم ہوتا ہے۔“

میں سوچتا رہا کہ آخر ان الفاظ کا مطلب کیا ہے، مگر سوائے
اس کے اور کچھ مجھ میں نہ آیا کہ مجھے پہلے جس شخص نے یہ سرائے
بنوائی ہوگی وہ کوئی بہت ہی خوش مزاج اور زندہ دل قسم کا آدمی
ہوگا۔ ابھی میں اس پر غور کر رہا تھا کہ دفعتاً میرے کانوں میں ایسی
آواز آئی جیسے مکان کے اندر کوئی کشتی حرکت کر رہی ہے۔ پھر
وہاں باہر کی آواز کی کھڑکی کی درازوں میں سے رینگنے کی ہلکی سی

کر نہیں مجھے دکھائی دیں اور فوراً ہی یہ روشنی غائب ہو گئی۔ شاید
کوئی شخص دروازہ کھولے آ رہا تھا، لیکن یہ سوچ کر کہ درخت
وے والا غائب ہو گیا، وہ روشنی بھلا کر اپنے بستر پر بیت گیا
ہو گا۔ یہ خیال آتے ہی میں دروازے کو پھینکی اور اندھا مکان
کے اندر پھر کس کے ہوئے ہوئے چلنے پھرنے کی ہلکی آواز میرے
کانوں میں آئی۔ یہ آواز پیروں میں پھینکنے والے بھاری سیلیپر
کے فرش پر ٹھکسنے کی آواز سے ملتی جلتی تھی آہستہ آہستہ یہ آہستہ
مکان کے اندر ہوتی تھی۔ دروازے کی طرف آئی۔ ایک
لمبے کے لیے وہ کی اور پھر دروازے کی آہستہ زنجیر کی دل خوش کن
کھڑکھڑاہٹ سنی اور پھر کڑی کا بنا ہوا مضبوط اور بلند دروازہ
آہستہ آہستہ کھلنے لگا۔

دروازہ کھلنے پر پہلے مجھے اپنے سامنے ایک آدمی کھڑا
دکھائی دیا اور اسے دیکھتے ہی میرے بدن میں خوف کی ایک
جھرجھری کی پھیل گئی اور مجھ پر محسوس ہوا کہ مجھے میری زندگی
کی بڑکی میں کسی نے برعاقب اٹھائی رکھ دی ہے۔ وہ ایک بہت فاضل
اور چھوٹے شاندار مضبوط جسم کا آدمی تھا جس کا گول چہرہ
دودھ کی مانند سفید اور روشن تھا۔ اور جتنی کھڑکی اندھیرے
میں سفیدی کی طرح چمک رہی تھی، گردن سے لے کر ٹخنوں تک
اس نے سیاہ رنگ کے موٹے کپڑے کا پتھر پہن رکھا تھا، مگر ان
تمام عجیب باتوں کے علاوہ جس شے نے میرے اوپر رازہ
طاری کر دیا وہ یہ تھی کہ اس شخص کے چہرے پر نہ بھلائی تھی
نہ آنکھیں۔

جہاں کہاں ہی مساتے مساتے رنگ گیا اور خوف سے کانپنے
لگا۔ ڈاکٹر پر دیر نہ جھک کر کہا۔

”آگے سنو ڈاکٹر کیا ہوا؟“

اس عجیب و غریب شخص کی پشت پر پھر میں نے ایک
لوہان اور بے خوف بصورت عورت کو دیکھا جو قدیم طرز کا

شیخ دان باغ میں لیے کھڑکی تھی مرد جتنا بد صورت اور بد وضع
تھا عورت اتنی ہی حسین اور دلکش تھی۔ اس کا جسم مڑول
اور سفید اور سیاہ آنکھیں، جن میں سمندر کی سی گہرائی تھی
بے پناہ چمکی تھیں اور کالے لباس میں اس کا چہرہ چوڑھویں
کے چاند کی مانند دکھائی دیا۔ آہ... میں اس کا چہرہ کسی ہنسی
بھول سکوں گا، مگر اس خوبصورت اور دلکش چہرے پر ایک
شے ایسی بھی تھی، جسے دیکھ کر ہی میرے دل میں اس عورت
کے لیے نفرت اور کراہت کے شدید ترین جذبات پیدا ہو گئے
خدا جانے کیوں؟ اور وہ کشتی تھی اس کے ہونٹ اشع کی
وہم رکنی میں اس کی پتلے پتلے ہونٹ کو تیرے خون کی مانند
سرخ تھتھکتے۔ جیسے وہ تھوڑی دیر ہوئے کسی کا خون پی کر آئی ہو
میں نے محسوس کیا کہ مجھے دیکھتے ہی عورت کا چہرہ پہلے سے
زیادہ روشن ہو گیا اور اس کی آنکھیں تارے کی مانند چمکنے لگیں
اور مجھے وہ کھلی ہانہ کر دیکھنے لگی۔ اس کی نظروں کی تاب نہ
لے کر میں نے فوراً اپنی نظریاں پھیریں۔

ان دونوں کا جائزہ لینے میں ایک منٹ سے زیادہ نہیں
لگا میں نے پھر رنگ رنگ کر اپنا حال سنا یا اور صرف ایک رات
کے لیے مکان میں پناہ لینے کی درخواست کی اور جتنی دیر میں بولتا
رہا وہ دونوں بے حس و حرکت کھڑے میری بات سنتے رہے
اور جب میں چپ ہوا تو ایک لمحہ انتظار کے بعد بغیر آنکھوں والے
پر اسرار مرد نے اپنی لمبی لمبی سفید اٹھتیاں آگے بڑھائیں اور میرے
چہرے کو ٹوٹنے لگا۔ شاید وہ میرے چہرے کے خد و خال سے
یہ اندازہ لگا رہا تھا کہ میں کوئی بد معاش تو نہیں۔ مگر فوراً
میں اس حسین عورت نے جھک کر مرد کے کان میں آہستہ سے کہا
”کافی ہے اسے اندر آئے دو۔“

میں نے یہ فقرہ سن لیا، مگر سمجھ نہیں سکا کہ کافی ہے۔
اس عورت کی کیا مراد تھی۔ فوراً ہی مرد ایک طرف ہٹ گیا اور مجھے

مکان میں داخل ہونے کا اشارہ کیا، اگرچہ میں اس مکان کی حیثیت
اس میں رہنے والے ان دو پر اسرار آدمی کی شکل و صورت و لباس
اور انداز گفتگو سے کسی قدر سواسیں ہوتا تھا، لیکن اب میرے
لیے مکان میں داخل ہونے کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ کیا
میں اپنے آپ کو اس دیران اور دلدلی علاقے کے رسم
ذکر پر مجبور دیتا اور صبح اور صبح سے گزرنے والے سردی
سے آگڑی ہوئی میری لاش پاتے۔

”پس میں خدا کا نام لے کر مکان میں داخل ہوا۔
مجھے معلوم نہیں کہ وہ سفید چہرے والا پر اسرار مرد کس طرف
چلا گیا؟ البتہ عورت نے مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا
اور پہلی منزل کے ایک کمرے میں مجھے لے گئی۔ میں نے دیکھا
کہ چلنے ہوئے اس کے پیروں سے ہلکی سی آہٹ بھی پیدا ہوتی
تھی۔ میں ابتدا میں بے گناہ بھول گیا کہ عمارت و منزل تھی اور
اس میں بے شمار بڑے بڑے کمرے تھے۔ مجھے وہ جس کمرے
میں لے گئی، شاید وہ خواب گاہ کے طور پر ہی استعمال ہوتا تھا
بچوں کے لیے ایک ہی نظر میں دیکھ لیا کہ کمرے کے ایک
گوشے میں نہایت ہی آرام دہ بستر موجود ہے۔ اور وہ مسہری
جس پر بستر بچھا تھا، فرش زمین سے کئی فٹ اونچی اور آشنی
بڑی تھی کہ اس پر بوقت چار پانچ آدمی آسانی سے سو سکتے
تھے۔

عورت کمرے میں داخل نہیں ہوئی بلکہ دروازے
پر ہی رگ گئی۔ اس کے ہونے پر ایک عجیب پر اسرار مسکراہٹ
نمودار ہوئی۔ اس نے گردن کے اشارے سے میری جھستی
سلام کی اور واپس مڑنے ہی والی تھی کہ میں نے جلدی سے
تہایت عاجزانہ انداز میں درخواست کی کہ کیا کھانے کے
لیے کچھ مل سکتا ہے، لیکن یہ درخواست بے کار ثابت ہوئی۔
کیوں کہ عورت نے نفی میں گردن کو جھینٹ دی اور بجائے

افسوس ظاہر کرنے کے شرعاً شرعی اصول پر مزید ہم چھٹی
میاں تک کر بھی اس کے سفید سفید چمکے ہاتھ دکھائی دئے
جو فیض معنوی طہ پر لے آئے اور لڑکھائے تھے پھر اس نے دروازہ
بند کیا اور چل گئی۔

اب میں کمرے میں تنہا تھا۔ میں نے کمرے میں چاروں
طرف نگہ دہی ہوئی نظر ڈالی۔ یہ ایک وسیع دھڑیل کمرہ تھا ایک
کونے میں بائیس سو مربع فٹ کے ایک چھوٹی سی میز کھڑی تھی
جس کے قریب ہی چنڈا لے لے لٹک رہے تھے۔ چوڑی دیوار کے
ساتھ پڑی ٹخنہ کی بڑی چڑی کرسیاں بھی ایک قطار میں
کھینچیں اور اس کے مقابل کی دیوار کے ساتھ شاہ دیوار کی
کڑی کی بنا ہوئی ایک بے حد مضبوط اور بھاری الماری
کھڑی تھی۔ مسمری کا ڈگر میں پہلے ہی کرچکا ہوں۔ کمرے کے
مغربی دیوار کے کونے میں ایک ہی کڑی تھی جو مجھے بند کھا
دی اور اس طرف وہ دروازہ تھا جس سے میں کمرے میں
داخل ہوا تھا۔ بستر کے قریب کونے میں تانبے کا بنا ہوا ایک
منایت دری اور کئی فٹ اونچا بیل بھی پڑا تھا جس پر
گود کی موٹی تہیں جمی ہوئی تھیں۔ اس کی زورنگ کرکشی
میں کمرے کی یہ تمام چیزیں مجھے ایک خواب کی مانند دکھائی
دے دی تھیں۔ مشرقی دیوار کے ساتھ کوئی نشیمن تھا۔ البتہ
ایک چھڑا سا دروازہ مجھے دکھائی دیا۔ جس میں قفل لگا تھا۔ میں
نے ایک سوراخ میں سے جھانک کر دیکھنے کی کوشش کی۔ مگر
کوئی دکھائی نہ دیا کہ اس کمرے میں کیا ہے کیوں کہ وہاں سخت
اندھیرا تھا۔

شدید تنگی کے باعث میرا جسم کھٹک رہا تھا اور میرے
پیشے سے فٹک دھول میں اٹ گئے تھے۔ میں نے سوچا اگر اس
وقت گرم گرم پانی سے ایک غسل ہو جائے تو کیا ہی اچھا ہو۔
مگر افسوس کہ یہاں غسل کا انتظام نہیں تھا۔ میں نے سونے کی

تیاریاں شروع کیں اور اپنا کوٹ اتار دیا۔ تب مجھے پیراس
حیدر کا خیال آیا جو مجھے اس کمرے میں پہنچا گئی تھی میں نے
اپنے جی میں کہا کہ مجھ میں نہیں آتا کہ آخر اسی حسین اور جوان تو
اس اندھے مرد شہسار کے ساتھ اس دیران مکان میں کیوں ہے
اور وہ آدمی تو مجھے اس دنیا کی مخلوق ہی نہیں معلوم پڑتا۔ غصہ
کوئی بدروح ہے۔ مگر اسی بدروح کے ساتھ اس عورت کا
کیا تعلق ہے جس کے ساتھ میرا ذہن بھی تنگ گیا تھا۔
اس لیے میں اپنے ہی سوال کا کوئی تسلی بخش جواب نہ دے
سکا۔ البتہ میں نے یہ طے کر لیا کہ صبح ضرور اس عورت سے
اس سچے کامل دریافت کرنے کی کوشش کروں گا۔

بستر پر لیٹے وقت میرے دل میں گرم گرم غسل کی خواہش
ایک دفعہ پیدا ہوئی۔ تب مجھے یاد آیا کہ ممکن ہے وہ چھوٹا سا
دروازہ جس میں قفل ہے کسی غسل خانے کا دروازہ ہو۔ اسے
کسی ترکیب سے کھولنا چاہیے۔ میں بستر سے اٹھ کر اس دروازے
کے قریب گیا اور دروازے کا بلورے ساٹھا کیا پھر ہاتھوں کی پورکی
قوت سے اسے کھولنے لگا، مگر اس میں اندر سے قفل ٹاس تھا
میں نے کئی قسم کی چابیوں کا گھما گھلا۔ اور بار بار کئی چابیوں
کے سوراخ میں ڈالنے لگا۔ یہ کوشش آخر کار اور ثابت ہوئی
اور ایک چابی سے قفل کھل گیا۔

دروازہ کھلتے ہی دل خوش ہو گیا۔ کیوں کہ یہ واقعی غسل
خانہ تھا اور تھا بے حد عذرا معلوم کئے عرصے سے اس میں
صفائی نہیں ہوئی تھی۔ چوں کہ کمرے میں چلتے ہوئے
لیپ کی مدد روشنی غسل خانے تک پہنچنے کے قابل نہ تھی۔
اس لیے میں نے یہاں موم بتی تلاش کرنا چاہی۔ گر آپ کو معلوم
ہے کہ انسان کو وقت پر وہی شے نہیں ملتی جس کی اسے ضرورت
ہوتی ہے۔ میں نے سوچا لعنت کیجیو اگر وہ روشنی نہ ہو تو کیا
غضب ہو جائے گا کیا غسل اندھیرے میں نہیں کیا جاسکتا

یہ سوچ کر میں نے تنگی پر کئی ہوئی روشنی کھول دی۔ جتنا
ہی مدد روشنی میں میں نے دیکھا کہ روشنی میں سے پانی کی کٹھنی
سی دھار ٹپک کر غسل کرنے کے برے ٹب میں گر رہی۔ سگڑا
کیسا پانی بگڑا اور سیاہ رنگ کا جس میں رنگ کی بواری
تھی اور پھر پانی کی کٹھنی اور بوے کے پانیوں سے خوراک کی ٹپ
آواز نکلتی تھی۔ اب میں نے نہانے کے ٹب پر نظر ڈالی یہ بھی
قدیم طرز کا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے صدیوں سے اسے
استعمال نہیں کیا۔

پہلے تو میں نے سوچا کہ نہانے کا دروازہ ترک کر دینا چاہیے
مگر کپڑے اتار چکا تھا۔ لہذا طے کیا کہ کم از کم پانچ پیرس صاف
کروں جو بے حد کڑا آلود تھے۔ پس میں نے تھون اور مہر میں بھی
ہاتھ ڈالیں اور اپنے بستر پر رکھ کر واپس غسل خانے میں آیا۔
میرے دل میں اب اس مکان کی دیرانی اور بد رتوں کا سارا غم
دور ہو چکا تھا۔ میں خوشی سے سٹیجے بڑے ہوئے پانی کے ٹب میں
بیٹھ گیا۔ میرے سر پر پانی کی پتلی سی دھار پڑنے لگی۔ مگر وقت
میرا سانس جہاں تھا وہیں رک گیا۔ خدا کی پناہ کیا چیز تھی
جو میرے بدن پر چپک رہی تھی۔

میں نے غصے سے ٹب میں دیکھا اور پھر جیسے روح کھینچ
کر صحن میں آ گئی۔

کیا دیکھا ہوں کہ ٹب کے نیچے اور چاروں کناروں پر
تازہ تازہ خون کی گہری بندھی ہوئی ہے۔

میرے منہ سے کئی سی چیخ نکلی اور میں اچھل کر ٹب میں
سے باہر نکلا اور پھر مجھے کچھ خبر نہیں کہ میں کہاں پڑا ہوں۔

خدا جانے کتنی دیر میں بے ہوش رہا۔ شاید دس یا پندرہ
منٹ۔ جب ہوش آیا تو میں نے اپنے آپ کو اسی کدوہ اور
نقیض کے پاس پڑے ہوئے پایا۔ میرے ہاتھوں اور پیرو
پروٹن کم کر گئے۔ میرا منہ مجھے ڈرا دھماکا دیا کہ یہ خون

میرا ہی نہیں انسانی ہے۔

اس اچانک اور درزہ خیز دریافت نے میرا ذہن قفل مان
کر دیا۔ چند لمحوں میں سرنگوں سے اسی طرح بیٹھا رہا۔ ایک دیران
مکان کے اندر اچھی رات کو انسان کے خون سے بے پانی کے
ٹب میں غسل کرنے کا دروازہ اتنا بھیاٹک اور دہشت انگیز تھا
کہ اس نے میری تمام ذہنی اور جسمانی قوتیں سلب کر لی تھیں۔
میں اسے یقیناً ایک دوپہر یا خواب سے زیادہ اہمیت نہ دیتا۔
اگر خون کے جیسے ہوئے کو کھڑے میرے دل پر چڑھا دیتے
تو یہ خون اس امر کی شہادت دیتا تھا کہ میرے ساتھ حقیقتاً
ایسا معاملہ پیش آیا ہے۔ جہنم میں میرے اہلصاب
پر سکون ہونے لائیں اٹھا اور کمرے میں جا کر اپنے قویہ سے
باقی پیروں پر چڑھا ہوا خون بشکل صاف کیا بلاشبہ انسانی
خون تھا اور بالکل تازہ۔ آخر یہ خون کہاں سے آیا اور جو
بدطیب مارا گیا ہے اس کی لاش کہاں پھانسی گئی ہے۔

بستر پر کھڑا ہوا میں خدا جانے کتنی دیر تک اس فکر میں کم
رہا۔ شاید پانچ یا دس منٹ۔ مگر لوں محسوس ہوتا تھا جیسے ایک
زمانہ بیت گیا ہے۔ دہشت سے میرے جسم کا ہر رکن کھڑا
ہو گیا اور دل دھک دھک کر رہا تھا۔ میں نے اپنے پیروں سے دوبارہ
پیسے کیوں کر اب آنکھوں سے نیند غائب ہو چکی تھی اور ایک
ایسی بھیاٹک جگہ جہاں انسانی خون بکھرا ہوا ہو کسی شخص کا
قفل ناممکن تھا خدا کی جہنم جاتا ہے کہ وہ کوئی بد نصیب تھا
جس کا خون بہایا گیا اور کس نے بہایا۔

ایسا معلوم ہوا تھا جیسے کسی قوی الجھن کو تک نے اس کا
خون تو سارا اور پھر سے ٹب میں غارت کر دیا ہو

جو تک۔ بجلی کی طرح میرے ذہن میں یہ خیال کھڑا
اور پھر اس سفید چہرے والے اندھے کی بھیاٹک شکل سیر کی
آنکھوں کے سامنے گھومتی تھی۔ مجھے کدوہ گھومتا ہوا منظر

آیا۔ اُن خدا یا کیا اس کی شکل جو تک سے مشابہت نہیں رکھتی؟
خون سرد ہو کر میری نگاہوں میں جمے لگا۔ اس عورت کا اٹھنا شروع
کرن ہوا تو میرا بدن خشک جھپٹی کی مانند کانپنے لگا۔ میں اٹھا
اور ایک کمر کھڑکی کی طرف بڑھا اور اسے کھولنے لگا۔ فرار کا یہی
راستہ تھا پوری قوت کے ساتھ میں نے کھڑکی کے دو ذوں
پٹ کھولے مگر آہ۔۔۔ اس راستے سے باہر جانے کا
سوال ہی یہاں ہوتا تھا کیوں کہ اوپر کی چوکت سے لے کر
نیچے کی چوکت تک کھڑکی میں دیر سے ایسا نظر کی جھ آہنی سلاخیں
لگی ہوئی تھیں جنہیں شاید ہر کوئیں بھی اپنی جگہ سے جھپٹ نہ
دے سکتا۔

دہلی سے میں دروازے کی طرف لپکا مگر بے سود۔ کبھی
کو وہ باہر سے منتقل تھا۔ اب میں دروازے کے قریب کھڑا اس
سورج میں فرق تھا کہ زار ہونے کے لیے کیا طریقہ اختیار کروں
کہ دلفریب مکان میں ہر کسی کی نقل و حرکت کی ہلکی سی آواز میرے
کاؤں میں آتی۔۔۔ جیسے کوئی آہے پاؤں چل رہا ہو۔

یہ آواز آہستہ آہستہ قریب آرہی تھی یہاں تک کہ میرے
گھر کے سامنے پہنچ کر ایک گت کھٹ گئی۔
دہشت سے آنکھیں پھاڑتے میں دروازے کی طرف
دیکھتا ہوا پھر میں نے ایسی آواز سنی کہ دروازے کے اندر سے
نقل و جان لٹائی جا رہی ہے اور پھر میری طرف دروازے میں
لگا ہوا آل و دھند آہستہ آہستہ گھومنے لگا اور دروازہ ابھر
آہٹ کیے دو تین اپنے کے قریب کھل گیا۔

جہاں کی حالت عزیز ہو گئی اور اس کا سانس زور زور
سے پھٹنے لگا۔ ڈاکٹر پر ویز نے فوراً کافی کا ایک گپ بھر کر
اس کے منہ سے لگا دیا۔ کافی پینے کے بعد اس کی حالت درست
ہوئی تو اس نے مسلسل کلام شروع کیا۔
مجھے یوں محسوس ہوا جیسے گھر کے کسی فرشتے نے میرے

میں نے جیب سے گھڑی نکال کر دیکھی۔ پورے بارہ بجے تھے
اور میں ہونے میں ابھی کئی گھنٹے باقی تھے۔

میں بستر پر لیٹ گیا اور مسیح کا انتظار کرنے لگا جیسا کہ میں
میں کب چکا ہوں۔ مسیہ کی بہت بڑی تھی اور اس کے چاروں
گھر سے سبز پردے کھڑکی کے بانسوں کے ساتھ ٹھک رہے تھے
اور مسیہ کے اوپر چھت کے رخ ایک بہت بڑا چھتر تھا
جیسا کہ پرانے زمانے میں بستر کی خوبصورت سائبان کو دیکھنے میں
ہوتا تھا۔ میں بستر پر لیٹا اس خوبصورت سائبان کو دیکھنے میں
گھومتا کہ اچانک میری نگاہ ایک ایسی شے پر پڑی جیسے دیکھ کر
مجھے جھپٹ کر اہستہ ہوئی ہے۔

یہ ایک بہت بڑی مسکڑی تھی جس نے میرے سر کے
میں اور چھتر کے درمیان لگی ہوئی ایک لمبی اور لو کیلی آہنی
سلاخ سے لے کر مسیہ کے ایک گونے تک اپنا وسیع جالاکان
رکھا تھا۔ میرا خیال تھا کہ چھتر کے درمیان ایک لو کیلی بوہ کی
سلاخ شاید لاشیں وغیرہ لٹکانے کے کام آتی ہوگی۔ مسکڑی
اب جانے کے میں درمیان بیٹھی مجھے دیکھ رہی تھی۔ میں
اسے دیکھتا رہا۔۔۔ دیکھتا رہا۔۔۔ یہاں تک کہ میری
آنکھیں بند سے پھر بوجھل ہو گئیں۔ سچ کہا ہے کہ خند سولی پر
بھی آجاتی ہے۔ میں نے آنکھیں کھلی رکھنے کی ہزار کوشش
کی۔ مگر بے سود۔ اور چند ہی لمحوں بعد میں بے خدیو
سود رہا تھا۔

دھند میری آنکھ کھلی۔۔۔ اور مجھے خوب یاد ہے
کہ اس طرح کھلی کہ وہ بڑی مسکڑی آہے جانے سے گھر کر
میرے دائیں گال پر آن پڑی اور پھر دھندلی ہوئی گردن کی طرف
بڑھی۔ دہشت زدہ ہو کر میں ایک طرف اچھلا اور میں اسی
لے چھتر سے لے کر کھڑکی کی لو کیلی سلاخ سنسناتی ہوئی
کھلی اور بستر میں کھب گئی مگر ایک سیکنڈ کی تاخیر ہو جاتی تو وہ

سلاخ میرے سینے میں پھنست ہو چکی ہوتی۔ مگر اس مسکڑی
نے میری جان بچائی اور تب میں نے محسوس کیا کہ چھتر کے
درمیان میں اس آہنی سلاخ کو لٹکانے کا اصل مقصد کیا ہے؟
آہ! کبھی بد نصیب کو حالت خواب میں قتل کرنے کی اس
سے بہتر ترکیب اور کوئی نہیں ہو سکتی۔ اب میں نے غور سے
لوہ کی اس لو کیلی سلاخ کو دیکھا جواب بستر میں گڑی ہوئی تھی
اس کی بناوٹ بالکل نیزے کی تیز دھارانی کی مانند تھی اور
خاندان کھڑکی کی وہ چھتر جس میں یہ آہنی کسی ترکیب سے لٹکائی
گئی ہوگی، چھتر کے اندر ہی رہ گئی تھی۔ آہنی جیب گری تو
کھڑکی کا جالاکان ٹوٹ گیا اور دھند مسکڑی کو پہلے سے پتہ چل گیا
ہوگا کہ چھتر کی سلاخ میں جنہیں پورے ہی ہے اور پھر کھڑکی خوف
زدہ ہو کر میری گردن پر آن گری اور میں نیزے کی آہنی
سے ہلاک ہونے کو بڑے بچا۔

اب میں گھر کے درمیان کھڑا سوچ رہا تھا کہ
اس مصیبت سے بچنے کے لیے کیا کرنا چاہیے کہ دھند
دروازے کے باہر میں نے نقل و حرکت کی دی پر اسرار
آواز سن کر اس سے پہلے دو مرتبہ سن چکا تھا۔ مگر فوراً ہی یہ
ہلکی آواز غائب ہو گئی۔۔۔ مجھے خیال ہوا کہ شاید یہ وہ چھتر
احصاب کی کشیدگی کے باعث پیدا ہوا ہو چنا کی کوئی کھول
تک میں سانس روکے اور دروازے سے کان لٹکائے یہی
آواز سننے کی کوشش کرنا پڑا اور تب وہی آواز بلاشبہ
سنائی دی۔

مگر اس مرتبہ یہ آواز دروازے کے عقب سے آتی تھی میں
کے ساتھ مسیہ کی لگی ہوئی تھی اور پھر یوں سنائی دی جیسے
دروازہ کھڑکی جا رہی ہو۔ اس میں سے کوئی کھلی جا رہی ہو
اور پھر کوئی تپ دیا جانے کا کھٹکا بھی سنائی دیا۔
میں نے گھوم کر اس طرف دیکھا۔

آہستہ آہستہ دلدار میں ایک جھوٹا سا کھٹک ہو کر رہ گیا تھا جس میں سے صبح کی سادھ جھلکی کی کرنیں کمرے میں داخل ہو رہی تھیں۔ میں نے جھپک جھپک سے سر کو ہلایا اور جھپکے ہوئے لہجہ کو ٹھیک کر دیا۔ میں نے کوشش کی کہ ہشت سے اپنے آپ کو بچائے رکھوں۔ پھر میں دیکھ کر اس غسل خانے میں ٹھس گیا۔ جہاں جاتے ہوئے روح لٹکتا ہوا تھا۔ دروازے کی اوٹ سے دیکھنے لگا کہ اب کیا واقعہ ظہور میں آتا ہے۔ میں نے دیکھا کہ دیوار میں کھڑا ہونے والا شکاف آہستہ آہستہ اتنا چوڑا ہو گیا کہ اس میں سے ایک آدمی بخوبی نکل سکتا تھا۔ پھر مجھے وہ سفید ہاتھ دکھائی دئے جو اس شکاف کو ٹول رہے تھے اور دوسرے ہی لمحے لیٹر آنکھوں والی ہاجو انسانی شکل میں خفی کرے میں داخل ہو گئی۔ ایک لمحے کے لیے وہ جس طرح حرکت کرے گا ان لٹکے کچھ سناتا رہا۔ پھر غصا میں ادھر ادھر ہاتھ چلاتا ہوا لیٹر آہستہ کیسے میرے بستر کی طرف بڑھا۔

تجربہ عورت نے مرد کا بازو پکڑتے ہوئے آہستہ سے کہا۔
 "جلدی کرو۔۔۔۔۔ غسل خانے میں۔"
 "یہ سنتے ہی وہ مڑا اور دیے پاؤں غسل خانے کی طرف بڑھا۔ اب وقت ضائع کرنا نا حاصل تھا۔ مجھے ہر قیمت پر اپنی جان بچانی تھی۔ میں نے اس مختصر سے غسل خانے میں اوپر نیچے چاروں طرف دیکھا۔ ٹھیک کے اوپر کوئی شے مجھے چپکے چپکے دکھائی دی۔ یاد یہ تو کھلے آسمان پر ایک تار جھمک رہا تھا۔

پھر تیزی سے کی مانند میں پانی کے سہارے چڑھ کر اس سوراخ تک پہنچ گیا۔ جس میں آنا شکاف تھا کہ میں مڑ کر اوپر چھت میں داخل ہو سکتا تھا۔ شکاف تک پہنچنے میں سب سے سانس چوں گیا اور میں ایک لمحے کے لیے رکنا۔ نقصان اور سر اند کا ایک سلسلہ مجھے اپنے ہاتھوں میں گھسٹا ہوا محسوس ہوا۔

اتنے میں عورت اور مرد دونوں غسل خانے میں داخل ہوئے۔ پہلے عورت نے شب میں جھانکا اور کمر سیدھی کر کے کھڑی ہو گئی اور مرد سے کہہ کیا اب میں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں تیز چمکتی ہوئی ایک کھڑکی تھی۔ اور پھر عورت بنایت ہی ایک انداز میں قبضہ لگنے لگی۔

پھر میں نے دیکھا کہ دیوار کے پچھلے دی خلیہ سے تیز چمکتی ہاتھوں میں صبح والے کھڑکی ہے۔ اس کا چہرہ ان سفید کار خروٹوں کے باجٹ چمک رہا تھا اور شیطانی آنکھیں دیکھتی ہوئی آنکھوں کی طرح سرخ تھیں۔ جنہیں دیکھ کر میں کانپ گیا۔

آدمی اب بستر کے قریب پہنچ گیا تھا۔ اس نے آہستہ آہستہ اپنا سر ہاتھ بستر پر رکھا۔ جیسے کچھ پڑنے کی کوشش کر رہا ہو۔ پھر اس نے ہاتھوں سے اپنے کی اتنی کھینچا اور ڈانچا کہ اس کے کمرے کو اس لاش کو دوڑھنڈا رہا۔ بستر اس سے خالی ہے۔ اندھا شیطانی کی مانند تڑپا اور پیچھے ہٹا۔ اس کی آواز سن کر میں جھپک کر رہ گیا۔ وہ کمرے میں ایک گھومتی ہوئی لٹکتا ہوا تھا جسے صورت حال کا محسوس اندازہ ہو گیا۔

لڑکی۔ اب خدا یا کیا بیان کروں میں گوشت اور ہڈی کے ایک عظیم ڈھیر بن کر۔ دس پندرہ لاشیں ہیں کے عضو عضو جھاڑے خدا کے کب سے پڑی سر رہی نہیں۔ میرے ساتھ ایک تاریک رلاواری تھی۔ میں اندھا ہندو ڈرتا چلا گیا۔ عورت چلتی چلتی اب بھی میرے تعاقب میں تھی۔ لڑکی کا ایک تیز دوسری منزل کو جانا تھا۔ اس پر چڑھتا ہوا دوسری منزل کی چھت پر پہنچ گیا۔ اب میرے فراز کی تمام راہیں مسدود ہو گئیں۔ فریادوں سے بھر پور تھی۔ یہ سمجھ کر کہ اب کب کہاں جائے گا مجھ سے دس بارہ فٹ کے فاصلے پر رک کر وحشیانہ انداز میں قبضہ لگانے اور کھڑکی گھمانے لگی۔ میرا سارا جسم ہرٹ کی مانند سرور چمکا۔ عورت اپنے سفید چمکیلے دانت پستی ہوئی آہستہ آہستہ میری طرف بڑھی۔ میں نے مضطر بازو اند میں چاروں طرف دیکھا۔ ایک بلند دیوار دھرت کی چند شاخیں چھت سے دو تین فٹ کے فاصلے تک پھیل کر رک گئی تھیں۔ میں نے دیوار پر ایک ہاتھ رکھ کر دوسرے ہاتھ سے ایک شاخ پکڑ لی۔ اور دوسرے ہی لمحے وہ بلا مجھ پر چھٹی۔ اس نے کھڑکی کی گھٹائی اور مجھے یوں محسوس ہوا جیسے دیوار پر گر گیا ہوا۔ میرا دلایاں ہاتھ سن ہو گیا ہے۔ دھرت کی شاخ میرا ہاتھ سنبھال نہ سکی اور شراخ سے ٹوٹ گئی۔ اور میں دھڑام سے ٹھنسی جھانڑوں پر گر کر اپرٹ کا ہڈی کس بد نصیب کو تھا۔ میں اٹھا اور پاؤں کی طرح جھٹک کر ہٹ بھاگا اور دو ایک میل تک بھاگتا رہا۔ آخر پیچھے مڑ کر دیکھا تو جس مقام پر سر اٹھے تھے۔ وہاں آسمان سرخ ہو رہا تھا اور پھر میں نے اوپے اوپے شیطانی دیکھے جنہوں نے سرائے کی عمارت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔

جہاں چپ ہو گیا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے بڑے بڑے قطرے پھیلے ہوئے تھے اور وہ باپ رہا تھا۔

آہ۔۔۔۔۔ سرائے کی عمارت میں آگ لگ گئی؟ ڈاکٹر پر دینے لگا۔ یہ آگ کس طرح لگی ہو گی؟

میرا خیال یہ ہے کہ عورت نے وہ شمع اندھے کے ہاتھوں میں پکڑا دی تھی اور پھر کس طرح اس کے سیاہ چٹنے نے شمع کی کو کو چھو لیا ہو گا۔۔۔۔۔ اندھے نے اپنے بچاؤ کی تدبیر کی ہو گی۔ لیکن کمرے کے دوسرے سامان نے بھی آگ پکڑ لی ہو گی۔

ڈاکٹر پر دیر مسکرایا اور کہا:

بہر حال کہانی دل چسپ ہے۔۔۔۔۔ اگھر یہ سچی ہو۔۔۔۔۔

یہ سنتے ہی جمال کے چہرے کا رنگ زرد پڑ گیا۔ وہ آہستہ سے اپنی کمرے سے اٹھا۔ اپنا بایاں ہاتھ کمر پر رکھا اور کہا:

"تم بھی مجھے پاگل سمجھتے ہو؟"

دفعۃً ایک جھٹکے کے ساتھ اس نے اپنا دایاں ہاتھ کمر کی جیب سے نکالا اور ڈاکٹر کی آنکھوں کے سامنے کر دیا۔

اس کی چاروں آنکھیاں کھلی ہوئی تھیں اور ہاتھ پر بے ترتیب سے بندھی ہوئی ڈھیلی پیشوں پر تازہ خون کے قطرے جھے ہوئے تھے۔

آپ کو لگتی ہے کہ میں نے کچھ نہیں لکھا؟

میں نے کس نے لکھا؟

میں نے لکھا ہے کہ میں نے کچھ نہیں لکھا؟

اعلیٰ کی طرح علی کہتا ہے۔

یہ ممکن ہے کہ آپ کو قرض کی ضرورت نہ ہو یعنی آپ خود
روشن ہوں دینے میری دعا ہے کہ ایسا نہ ہو۔ یوں تو میں ایسے
دولت مندوں سے واقف ہوں جو عمارت قرض نہیں رہے ہیں۔
اپنے روپے بینک میں چھوڑ رکھتے ہیں تاکہ سودر سود کا فتح بھی
حاصل ہوتا ہے اور دوسرے قرضوں سے کہ کام چلائے ہیں خیر
جانے یہ کتنے ہر دولت مند تو ایسا نہیں ہوتا۔ بفرق حال اگر آپ
بھی ایسے ہی دولت مند ہوں۔ یعنی میں ممکن ہے کہ دولت
آپ کے پاس غلطی سے آگئی ہو۔ دولت کا کیا شکا؟ دو تو
اندھی ہوئی ہے۔ اندھے دولت دام نے لنگرے پور سے۔ بھی
کہ خدا سے ملے اگر آپ کے پاس بھی دولت آگئی ہو تو مجھے زیادہ
نہیں ہوگا۔ پھر بھی آپ کو ہر شہرہ بھی ہوگا کہ قرض لینے بغیر
لباس ہی لیجئے۔ زندگی میں جہاں بے شمار چیزیں آپ کے بطور پیش
دفع کر دی ہیں وہاں ایک قرض بھی کسی اور پھر بھی تو ممکن ہے
کہ قرض سے آپ کے کسی مسئلے کا حل ہی نکلتا ہے۔

مگر آپ کو پسندیدہ یا پسندیدہ شخص سے لیجئے
پہلے ہوں اور شخص موصوت آپ کو اختیار یافت کے سامنے سے
کسی طرح محروم نہ کرے بلکہ جو تو اس وقت قرض آپ کے
حق میں ایک تہ بہت نسبتاً بہت ہوگا۔ یہ میرے تجربے کی است
ہے۔ اور آپ اس پر سو فیصدی اعتماد کر سکتے ہیں۔ میرے مکان میں
ایک خال صاحب ہیں شخص اور سادہ لوح آدمی ہیں۔ وقت کی قدر
و قیمت کا بے جا رونا کا انداز نہیں ہے۔ دوسرے بڑے مالک۔ آپ
فیصلیوں کی عقیدت میں کچھ شہرت کرنا سکتے ہیں۔ پتوں میں سکتے ہیں
تاں لگ سکتے ہیں۔ لیکن وقت کی قدر نہیں کر سکتے۔ بے جا غلط
اکثر غریب خانے پر قدم رکھ کر لے لیتے ہیں۔ واقف کے حفاظت امر ہے
کہ وہ لگا رہے دولت کاں لگاتے ہیں۔ دلتا جانتے ہیں۔ شہرستان
ہیں۔ شہرستان کی فراہمی کرتے ہیں۔ کام کے استاد میں بال
تاکتے ہیں۔ انہی کے کلام میں بال کی کمال نکلتے ہیں۔ خوش بھی ہیں

بلکہ آپ کو شرم کی اپنی پر ختم ہوئی ہے۔ ایسی صورت میں جب
میرے سر پر چاند نہ ہو جائے (مگر شکر ہے کہ میرا چاند نہ
ہوئے) یہ کہ عابد اور خیر خاں صاحب سے کسی قرض کا لینے
کچھ قرض کا مطالبہ کر سکتا ہوں اور خاں صاحب اس قدر ہمارے
گھر سے ہوتے ہیں جیسے اللہ نہ کرے وہ خاں صاحب ہوں۔
سلیطان ہوں اور میں نے قرض دیا تو لا حول و قری ہو۔

پسندیدہ یا پسندیدہ لوگوں سے لیجئے ہر شہرہ سے ایک ایک طریقہ
اور یہ اور اس کی کتنی بھی قرض کے بھی ہاتھوں میں ہے۔ ہر فرقہ
پہلے طریقے کے برعکس ہے یعنی آپ میرے لیجئے ہر شہرہ سے ہوں
اسے کہ قرض قرض دیکھئے، دینے سے سو فیصدی خسارے کا سوا ہے
اور کدات یہ بیک ہوا آدمی بھی نہیں ہے۔ لیکن ایک بھوس
کون سے سرخاب کے کہنے کو کہتے ہیں۔ میرے دوست جناب خیر
غازی پوری کا کہنا ہے۔ اس نے آپ اس طریقے کی انوکھی
پڑائی بتائی کہ سکتے ہیں۔ اللہ اللہ آپ جیسے قرض دیں گے۔ خود
جو آپ کا سامنا کرنے سے گھرانے لگے۔

اے لا۔ آپ سے کسی کو کہنے سے کہ دیا ہے کہ قرض لینے
سے آپ کی سبکی ہوگی۔ قرض آپ کی شان بڑھاتا ہے۔ قرض آپ کی
شخصیت آپ کی پوزیشن کمبیا ہے۔ قرض بتاتا ہے کہ ہمارا زیادہ
ہوگا۔ قرض ہی بڑی پوزیشن کے آپ مالک ہوئے یا کچھ جائیں گے۔
ہر ایک قرض سے تنویر ہے کہ لوگ قرض نہیں دیتے۔ اس لئے میرے
سامان میں بڑی پوزیشن حاصل کر کے لیجئے ہر فرقہ میں۔

آپ کی طرح ایک بار خاں صاحب موصوت مذکور نے بھی
نصیحت شروع کی کہ قرض ہی چاہئے۔ قرض نہ ہے۔ قرض نہ ہے۔
میں نے ہر ملک دیا۔ یہاں لا حول و قری ہو۔ جسے پل کا ہے
مالا۔ ضرورت کے میں ہوں۔ قرض کوئی اللہ نے دیا ہوں سے
کون کچھ پہر دی ہے قرض لیا۔ اور پھر قرض ہی کی برکت سے کچھ
ہو رہی دامت پادشہ سے آپ نے قرض لیا تھا۔ جلیل اللہ محمدی
اور علیہ حضرت قرض لیا۔ حضرت علی خیر خاں نے بچوں کو

بھوکے کہ قرض لیا۔ یہ لایات ہے کہ یہ ملک لوگ اللہ نے
نے دیا تھا۔ قرض چکا ہے۔ نہیں جہاں اور قرض میں تم ان کی پہر دی
ہے کہ لے سب ہو وہاں قرض کی فراہمی میں کوئی پہاڑ ٹوٹ پڑا ہے
میرے قرض کو اور قرض ضرور لے۔

خار نہیں کرنا یہ نہ تصور فرمائیں کہ میرے مشورہ صرف مسلمانوں
میں محدود ہے۔ بلکہ میرا پیغام محبت ہے جہاں تک جیسے کہ خدا
پر ایمان رکھنے والے قوم میں پھیلا دیتا ہے۔ بات جند و مسلمان
کی ہیں۔ اور خاں میرے قرض کہاں دیکھا ہے۔ غل بیست
شرت آپ بھی زبانت فرمائی ہیں میں بھی ہوتا ہوں۔ آپ نے
دھوکا دیا دی ہے بے باعیت کو خیر لکھا دیا۔ قرض بھی آپ
بھی مندا ہے۔ میں بھی معاف کرنا ہوں۔ موصوت آپ
کے روکے ہیں دوسری بات نہیں ہیں۔ اور اس طرح ہر سب ایک ہیں۔
مجاہد آپ نے چار واک کا نام سنا ہوگا مشہور فلسفی تھا۔
اسکے حکیم خانوں سے پتہ چلتا ہے کہ عقل سے خفا کہہ گیا ہے کہ
خوب کہا ہے جو سنا کہ پاس کہ کسی نہ کو قرض لے کے بھی پور۔
اور وہ بے چارے۔ انہوں میں بیکھڑ ہیں بلکہ دے۔ مشہور شاعر
دو دو نوٹس ہمارے تندر و پریش پندر۔ چہا ہے۔ جیسے مفروض ہے۔
یاد داتا کوئی کسے کہانی کا سوا ہے کہ قرض کا سہارا دیا اور قرض
مرے۔ اور کوئی ہی کے کیا جان سدا جی میں قرض سے اچھوتے نہ ہے
جب کرتی جی سے ملے جانے لگے تو سوغات کیلئے ہمارے کہ پاس
کچھ تھا۔ اگر کار اپنے ایک بڑی سے تنویر اس چالوں ہی قرض لے
تھیلے تھے۔

دینے میں نہیں چاہتا تھا کہ اس سلیب میں کسی شاعر کی مثال پیش
کرے کہ شاعری شاعری کے قول کی طرف کچھ نہ عزت نہیں ہے۔
لیکن قرض کی ضرورت زیادہ شاعر کی ہوتی ہے اسلئے ان کی والدہ جی
نے قرض کے بچوں کو شاعری شاعر کا غائب جیسے قرض کہہ دیتے ہیں۔
قرض میں غصہ کی کشتی ہے۔ قرض سقراط نے بھی لیا تھا۔
پہلے سے کہ قرض ہی قرض دیکھا گیا۔ اور شاید یہ بات آپ کی واقفیت

بہا خدا کرے کہ جب سقراط۔ اور اس کی گردن پر ایک سکہ لگا دیا
دیکھا تھا۔ جسے دینے کے وقت دیکھنے کی کیفیت تھی۔ اور دے
علم میں اس نے زندگی میں یہ وسعت حاصل کی تھی۔

مشہور مصنف بالاک نے قرض لیا۔ ملک وہ قلم غیب ہی
انہا کا صاحب مقرر ہوا تھا۔ قرض کی مدد۔ مائیک کے چلنے
میل خانے تک ہو گیا لیکن دوسرے سچ عقیدہ کی کہ قرض لیا تھا
چھوڑا جلائے کے نام سے اور دست سنا والا لکھنے اس کا نام
سسمالہ کہ چھوڑا ہے۔

نامور مصنف اور پروفیسر سمیت جیسے مفروض رہا ہوں
مشہور بارنہ کو لڑائی ہی سے قرض لینے کی تہ پڑ گئی تھی۔ اور وہ
جیسے قرض پر قرض لیتا رہا۔ ولیم ہارڈ اور جوسنس میں قرض کے
مادی تھے۔ مشہور۔ ایک مصنف و حو وکی جیسے مفروض رہتا
قرض لیکر لکھتا تھا۔ بارنہ تھا۔ پھر قرض لیتا تھا۔

دینے اس کا امکان ہے کہ آپ بھی ایک کاہن ہوں جیسے
میرے مشورے کا اعتبار لیتے ہیں آپ پہلے ہی سے قرض کی برکت
سے واقف رہے ہوں یہ بھی ممکن ہے کہ قرض لینے پہلے آپ کی
ساکہ لگ گئی ہو۔ اور کوئی آپ کو مزید قرض دینے کو تیار نہ ہو اگر
ایس صورت حال آپ کو درپیش ہو تو آپ کی۔ مہمانی میرا فریضہ
ہے حال ہی تک ایک طریقہ میرے ایک بڑی نے ایجا دیا ہے قرض
پر قرض لینے پہلے کہ وجہ سے لوگ انہیں مزید قرض دینے سے
روا رہے تھے۔ ایک دن انہوں نے مجھ سے ذکر کیا کہ کہ ہم نے ایک
سود دینے کی انہیں ضرورت ہے اور کوئی قرض دینے کو تیار نہیں
ہے۔ پھر انہوں نے بڑا اعتبار لیتے ہیں کہ وہ یہ قرض حاصل
کسے دہیں گے۔

تہوار کا زمانہ تھا کہ کچھ لڑائی باج رہے کو جو کچھ
تھی۔ میرے ان بڑی نے دس پندرہ آدمیوں کو بیکہ کہ ایک
آوی سے سرگوشی کی ایک غیر پارس شاہ کے مالک سے
انہوں نے چاہیں کہ سودا لے کیا ہے اندر میں روپے

upload by salimsalkhan

انسانی تخیل کی کارفرمائی

انسانی زندگی کا مقصد ہے۔

لیکن اس سب سے پہلے انسان کے خیالات کو بوجھ دینے۔ پہلے وہی ایسی انسان کی بھلائی کی نسبت سوچ رہے تھے اور پھر انہیں کئے ساتھ اس کو دل نہیں کر لیا تھا کہ دوسرے کی بھلائی کو ناپائے آرام و آسائش سے مقدم ہے، مگر ذرا ہی دیر میں مصیبت نے ملنا گھایا اب جو وہ اس سے مدد جائے وہ انش کی جوت سہولت ہونے لگیں۔۔۔ شیش و عشرت کے نئے عالم خیال میں سامان تیار ہونا شروع ہوئے اور البتہ پہلے ہی جام کے پائپوں بھائی انہی کی طرح بھائی تھے تیار ہوئے گئے اور ایسی محبت طاری ہو گئی کہ گویا خیال میں آئے ہوئے سارے سامان آنکھوں کے سامنے اور ہاتھوں کے قریب موجود ہیں، اور دست خیال دل ہی دل میں فرسے رہے ہیں۔

انسانی تخیل کا ایک رخ اور بھی ہے اس صلت میں اسکا مزاج جنگ و جدال طوفانی اور خوشنوازی کی طرف منتقل ہونا ہے روائی جھگڑا، دنگا ساد مذہبی تعصب بھی خیال کے زور سے ہی راقع ہوتے ہیں اسلام ایک ایسا دین ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پسند فرمایا ہے لیکن اسلامی سوشلزم ایک خیال کی جادوگری ہے اس خیال نے اتنی قوت و گھائی کی کشتی کہ پسند کو عینہ و کھدیا مسئلہ ان کی معیشت قرآن کے اندر ہے لیکن اگر بعض اس خیال میں ملگن ہو جائیں کہ معیشت ہماری سوشلزم ہے تو کتنا زبردست انقلاب ہے جو ایک خیال میں برپا کیا الہی کے خیال میں معشر لازم

تخلیہ وہاں اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ دنیا میں خیال کی طاقت اس قدر زبردست ہے کہ انکے ہر خیال پر اس عام موجودات کے تمام کام انجام پادے ہیں جس کے ثبوت دیکھنے والی آنکھیں اور ہر کئے والے دلوں کو قدم قدم پر مل رہے ہیں۔

اگر خیال کی طاقت دنیا میں موجود نہ ہو تو فلاسفہ رنگ و روئی ہے کہ دنیا میں کوئی کام ہی نہ ہو سکے۔ کیونکہ سب سے پہلے خیال ہوتا ہے، اور جب وہ پہلے ہو کر یقین کے رتبے تک پہنچ جاتا ہے اس وقت سے عملی کام شروع ہوتا ہے۔ لیکن کہنے کو حضرت انسان اس عصر کی دنیا میں رہتے ہیں، لیکن اگر بغور دیکھا جائے تو وہ اپنی بنائی ہوئی خیالی دنیا میں سکونت پذیر ہیں کیونکہ ہر انسان خواہ چھوٹا ہو یا بڑا ہر وقت کچھ نہ کچھ سوچتا رہتا ہے اور ایک نہ ایک خیالی ہی جو رہتا ہے اور یہ اس کا ذاتی خاصہ ہے، وہ اپنی دماغی میں کبھی تو عرش مصلیٰ تک پہنچ جاتا ہے اور کبھی اسفل کے ادنیٰ درجوں میں غوطہ کھاتا ہے کبھی فیاض دل کا خیال جب زور و دل پر ہوتا ہے تو انسان کا دل پہنچ جاتا ہے کہ تمام دنیا کی دولت اگر اس کے قبضے میں آجائے تو وہ فوراً خیرین میں بے دریغ تقسیم کر دے گا کبھی یہ خیال دل میں پیدا ہوتا ہے کہ تمام لوگوں کی خدمت گزار اور ان کو آرام پہنچانے کی کوشش کی جائے اور سب سے موت و اخلاص سے پیش آیا جائے اور اپنی ضرورتوں کو دوسروں کی حاجتوں کے سامنے تو بیچ دینا چاہیے، پہلے دوسروں کی ضروریات پوری کرنا

روحانی گندا

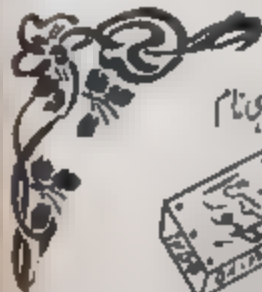
یہ جوڑا اگر بچوں کے کچے پس ڈال دیا جائے تو کھلنے لگا دعویٰ پچھتہ ہوگا۔ بچوں سے غلط دہرے ہیں۔ یہ گندا۔ خاص وقت میں خاص طریقے سے تیار کیا جاتا ہے۔ اپنے دھنسا لوں کی حفاظت کیجئے ایک بار ضرور غور کیجئے۔

عزت علی شاہ

25/5

روحانی مرکز محلہ ابوالکمالی دیوبند ۲۲۵۵۵۲

کو کھسب سے رہے تو راضی ہو گیا ہے وہ چاروں کی اگر آپ کو ضرورت ہو تو وہ دے سکتے ہیں، چینی کے نام پر سب کے کان کو سب بول گئے اور بوجھ لوگوں میں سے کسی نے چار کو کسی نے پانچ کو کھسب اس سے بھی زیادہ کے نقد دام ان کے جیب میں نہ تو کسی مٹوئی دینے وہ سچا ہے مٹوئی نہیں انکا کہاں سے دے سکیں گے، اسے دے گئے ذرا متغیر ہی کر گئے، اس طرح بڑے وہ بڑی اس جگہ سے نقد ایک سو بیس روپے بیکر گئے یہ اور بات ہے کہ دوسرے دن سیکو چین دینے کے بجائے انہوں نے اپنا پچھتی ہوئی جیب دکھادی کہ کل ہاؤز چار ہونے کسی نے ان کی جیب کھڑی، لوگوں نے بول پکارتا تھا انہوں نے سب کو جواب دے دیا کہ کھڑی کیا وہ دے ہم مانگے تھے دیے جہاں ٹیک لڑا وہ ہے کہ ہم ادنیٰ باری سے کب کے روپے نکال دینے کی کوشش کر رہے تھے اس سے دعا کیجئے کہ اس عمارت پر عمل کو بھی قریب عطا فرمائے۔



صرف ایک ہی نام

سولفورا

مٹھاس کی دنیا میں

تجربہ کار کے موقع پر ایک نئے خوشنماؤں میں دستیاب

آرڈر کی تکمیل: آپ کے اعلیٰ ڈون اور رخصت

الزواج واقسام کی خوش واقفہ اور دل پذیر مٹھاسیاں، دیسی مٹھی، زعفران اور، سوکے سے بھر پور،

اپیشیل افلاطون، میگلورنی ڈرائی فروٹ برنی انجیر برنی ڈنگ و تیسیر و علافہ اور ناخطانی و

نالگا راہ جنکشن بلا سس روڈ میٹریہ فون: ۳۰۹۱۳۱۸ ۳۰۸۳۷۷۳

میں ہی معیشت کی تمام اچھائیاں موجود ہیں، اسلامی معیشت خواہ غرض
بریں سے، یہی کون نہ آخری ہوان کے خیال میں بیکار ہے، غرض انسانی
تخیل جس طرف بھی بہ جائے اس میں اس کو رنگ دیتا ہے۔
انتہا اس کی یہ ہے انسان اپنے دین و نظام کو اللہ کے دین
و نظام سے برتر سمجھتا ہے۔ یہ بھی تخیل کی کار فرمائی ہے اور اگر اللہ کے
الٰہیۃ اکتفٰت فکھ دینت کھ میں نے آج دین کو مکمل کر دیا اور
اللہ کے حکم کی نافرمانی کرتے ہوئے کوئی نوبت کا دعویٰ کرے اور دنیا
میں فرقہ نکالے تو یہ بھی تخیل کی جادوگری ہے، اور اصل یہ تینوں
صفات، کئے والے خیالات، دن رات ہم گھنٹوں میں باہر انسان کے
دلوں میں آتے ہیں اور اپنا دورہ پورا کرتے ہیں، جس صفت کا اس
میں دور ہو جاتا ہے ویسے ہی افعال اس سے ظہور میں آتے ہیں اور
وہ اس کا حمل ہو جاتا ہے، خیالات کا اثر جسم پر بھی پڑتا ہے اور اس
کو باور مست و توانا دیتا ہے باخف و کمرور کرتا ہے، غرض
یہ کہ انسان اپنے آپ کو جیسا خیال کرتا ہے ویسا ہی ہو جاتا ہے،
فاد میں کی تفریح طبع کے لئے ایک واقعہ پیش کیا جاتا ہے۔
شہر لندن کے ایک وسیع مکان میں دو ڈاکٹر صاحبان خیالات
کے اثر پر آپس میں بحث کر رہے تھے، ایک کا دعویٰ تھا کہ انسانی
خیالات کا اثر اس کے جسم پر بہت کچھ پڑتا ہے، دوسرے صاحب
ان کے منکر تھے، اتفاق کی بات ہے کہ ایک چور نے انیس ڈاکٹر
صاحب کے مکان میں چوری کرنے کی نیت سے نقب لگائی، لیکن
پر قسمتی سے اس نقب کا سوراخ اس کمرے میں نکلا جس میں ناکارہ کاٹ
گیا، کھا تھا جو، ان ٹوٹے پھوٹے لکڑی اور لوبے وغیرہ کے ڈھیر سے
مشکل تمام سال کا ادواب وہ مکان کی چھت پر آیا وہاں کیا دیکھتا
ہے کہ ایک بجلی کا تار لگا ہوا ہے، اس کو خیال آیا کہ یہ تار بجلی کا ہے
اور اس نے ذرا بھی پیش قدمی کی تو یہ کھٹکی جاکر سیری موجودگی
کی بجلی کھائے کا اس لئے مناسب ہے کہ اس تار کو بچ میں سے
کاٹ دیا جائے اس لئے اس نے جیب سے ایک تیز چار چاقو نکالا

اور تار کو ہاتھ سے پکڑ کر کاٹنا چاہا کہ برقی تار نے ہاتھ کو خراش کر
دیا اور کمرے میں تار کی طعنه کھتی اس زور سے بچی کہ دونوں ڈاکٹر
جو سرگرمی سے بحث میں مشغول تھے، طوفان کے زبردست دلائل کا
بازار گرم ہو رہا تھا، یکایک چونک پڑے اور دونوں باہر نکل آئے
اور باہر آئے دیکھ تو عجیب فظا رہ آنکھوں نے پیش کیا، یعنی پورے
کونارے سے نکلے ہوئے پایا، جو ہاتھ باند سے ہوئے کش مکش کے
ساتھ کوشش میں مصروف تھا، دونوں صاحب اس دلکش سین کو
دیکھ کر کھل کھلا کر ہنس دیئے اور چور کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تمہاری
رہائی کی دودی صورت میں، پہلی شکل تو یہ ہے کہ ہم فون سے پولیس
کو بلا کر آپ کو اس کے حوالے کر دیں، اور دوسری صورت یہ ہے کہ
تم ہمارے تجربہ میں اضافہ کرو تو ہم تمہیں معاف کر دیں گے، چور
نے جواب دیا کہ میں تمہارے تجربہ میں اضافہ کروں گا پولیس کے
حوالے والی شرط منظر نہیں، ڈاکٹر نے کہا کہ دیکھ ہم تمہارے جسم
سے سارا خون نکالیں گے اور دیکھیں گے کہ تمہاری کیا کیفیت
ہوتی ہے، ڈرنا نہیں تمہارا سارا خون پھر تمہارے جسم میں داخل
کر کے تمہیں ویسا ہی مست کر دیں گے، یہ سن کر چور کے ہوش
اڑ گئے مگر کیا کرتا مجبور تھا، دونوں ڈاکٹر دن نے اسے ایک میز پر
لٹا دیا اور ہاتھ پاؤں باندھ کر ایک ہلکا سا شش پاؤں جھنگلی میں جھپو
دیا اور نیچے ایک باٹھی رکھ دی جس میں قطرہ قطرہ خون جھنگلی میں سے
نکل کر ٹپ ٹپ کی آواز سے ٹپکنے لگا، ایک ڈاکٹر نے چور کے
چہرے کو ٹمٹکی باندھ کر دیکھنا شروع کیا اور دوسرا ڈاکٹر
بخش پر اٹھ گیا، جاکر اس کی حرکت کا اندازہ کرنے لگا، رفتہ رفتہ
چور کا چہرہ زور و اثر ناشر ہو رہا اور بخش کی رفتار بتدریج دھیمی چو
لگی، یہاں تک کہ تھوڑے ہی عرصہ میں چہرے پر مردہ دلی کے
آثار نمایاں ہونے لگے، یہ حال دیکھ کر ڈاکٹر نے حقیقت کھل دی
اور کہا کہ ہم نے دیکھو تمہارے جسم سے خون کی ایک پوند بھی نہیں لی
اور یہ جو ٹپ ٹپ، رہا تھا یہ خون نہیں پانی تھا۔

دُنیا میں پہل قدمی

سوالگت ۱۹۳۸ء کے دن ہندوستانی جادوگر خدا بخش نے
نیو یارک (امریکہ) کے رہنے والوں کو ایک ایسا کرشمہ دکھایا جس پر
دنیا کے کسی بھی خطے کے لوگوں نے یقین نہیں کیا۔
لیکن!
یہ کرشمہ ناقابل یقین اور جبرتناک ہونے کے باوجود بھی ایک
ناقابل فراموش حقیقت تھی۔
آسمان کو چھو لینے والی عمارتوں سے گھرے ہوئے اس عظیم شہر
کی اس جگہ پر جہاں موزوں کو پارک کیا جاتا تھا، ایک تیس فٹ لمبا
نور چار فٹ چوڑا گڈھا کھودا گیا، گڈھے کی گہرائی تین فٹ تھی۔
اس گڈھے میں کئی ٹن لکڑی اور ہار پورے کوٹے جو تک کر
ایک سچی سلگانی گئی تھی۔
پورے ایک دن اور ایک رات یعنی ۲۴ گھنٹے تک کوٹے
لو لکڑیوں کے دہکنے سے یہ سچی ایک دیکھا ہوا انگارہ بن گئی۔
گوشت پوست کا کوئی بھی جاندہ اس گڈھے سے دس فٹ
دور نہ کر سکی بغیر جھلے ہوئے نہیں رہ سکتا تھا، اس وقت اس
بھٹی کا درجہ حرارت ۴۰۰ ڈگری فارن ہائٹ ریکارڈ کیا گیا۔
اس گرما گرم بھٹی میں کچھ دیر بعد خدا بخش اپنا عجیب و غریب
کارنامہ انجام دینے والا تھا جسے دور دور سے ہزاروں لوگ
دیکھنے کیلئے آئے تھے اور بھٹی کے ارد گرد تماشا بین بے گھڑے تھے۔
خدا بخش کے اس عظیم کارنامے کو دیکھنے والوں میں ڈاکٹر بھی تھے
اور سائنسٹ بھی کیونکہ یہی اور اخبارات کے نمائندے بھی، اپنی اپنی
غلوں اور اخباروں کے لئے ویسے مولد اسکا کرنے کیلئے گھنٹوں

پہنچے ہیں پہنچ چکے تھے۔
کلاک ٹاور نے گھڑ بجا کر آٹھ بجے کا اعلان کیا اور ایک
پست قد آدمی ہندوستانی لباس میں دیکھی ہوئی بھٹی کی جانب روانہ
ہو گیا، یہ پست قد شخص بھی خدا بخش تھا۔
سب سے پہلے خدا بخش نے اپنے حوٹے انارٹ اور پھر مولے،
اس نے اپنے پانچامہ کے پانچوں کو کچھ اوپر کی طرف مڑا اور پھر اس
بھیا تک آگ میں جھانگ لگا دی، خدا بخش کے پاؤں ٹخنوں
تک آگ اور انگاروں میں دھنس گئے۔
بھٹی کے ارد گرد کا طبع آنکھیں پھاڑے ساکت اس منظر
کو دیکھ رہا تھا، ان میں سے کسی کو بھی اپنی آنکھوں پر یقین نہیں
آ رہا تھا۔
کیا یہ ایک خواب تھا؟
نہیں، ہرگز نہیں۔
یہ ایک جینی جاگتی حقیقت تھی، در خدا بخش آگ کی
اس دوزخ پر اس طرح سے پہل قدمی کر رہا تھا کہ وہ آگ میں
پھولوں کی سیج ہو۔
دیکھنے والوں میں سے ہزاروں نے اپنی اپنی آنکھوں پر
ہاتھ رکھ لئے تھے، اور کچھ نے گوشت کے جھلنے کی بدولت کے ذریعے
ناکوں کو جھک کر دیکھا تھا۔
ہسپتال کی ایمرلیس اور فائز ان کسی بھی ناخوشگوار
واقعے کے انتظار میں چوکس کھڑے تھے۔
خدا بخش بھٹی سے نکل آیا لیکن پھر دوبارہ کمرہ دلوں کی

نسلی پہلے آگ میں داخل ہو گیا۔ اور پھر پہلے کی طرح ہی صحیح سلامت
بھٹی سے نکل آیا۔
خدا بخش کے بھتی سے نکلنے پر اکثر لوگ ایک پوری تمہیں
کی طرف ہلے۔ اور اس کا انتہائی خوف و فکر سے طبی معائنہ کیا گیا۔ لیکن
کسی کو بھی اس کے جسم کے کسی بھی حصہ میں کوئی غیر معمولی بات نظر
نہیں آئی۔
طبی معائنہ کے فوراً بعد اخبارات کے غائبانہوں نے خدا بخش کو
گھیر لیا اور اس کی تصاویر تیار کی جاتے گئے۔ اور اس کو ننگا منظر کو
دیکھنے والے ہزاروں حیرت زدہ لوگ اسے مبارکباد دینے لگے۔
خدا بخش نے امریکہ کے رہنے والوں کو واقعی محبوب و محرم
اور ناقابل فراموش کارنامہ دکھایا تھا۔ اس نے ایک ایسی دینی ہوئی
بھٹی میں بڑے سکون کے ساتھ صلہ فدی کی تھی۔ جس میں کو ہے
کو بھی انگارہ بنا کر موزا جاسکتا تھا۔
لیکن !
خدا بخش کے پاؤں تک گرم نہیں ہوئے تھے۔

اقوال زریں

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دو قطر وک زیادہ کوئی قطر پسند نہیں۔ ایک
آلہ قطرہ جو اللہ کے خوف سے نکلا ہو دوسرا خون کا قطرہ جو اللہ کے پیار
میں گرے ہو۔
آدمی میں انسانی برائی کوئی ہے کہ وہ مسلمان بھائی کو جھڑکے۔
دنیا میں جو چیز بہت کم ہے وہ بھائی و رشتہ ہے اور جو بہت زیادہ
ہے وہ جھوٹ اور خیانت ہے۔
ایماندار میں وہ لوگ جو ظلم و ستم کو دیکھ کر ہنس کر رہیں
پر لی گئے ہیں۔
ایماندار میں وہ لوگ جو بیعت میں کر پکھولنے سے ان کی دولت اور
حریت کو نقصان کاوش ہے۔ پھر بھی جھوٹ نہیں بولتے۔

ایماندار میں وہ لوگ جو اپنے دشمنوں کے غائبی کے بجائے جاہلیت کی
دعا مانگتے ہیں۔
ایماندار آدمی کا ہر کام اچھا ہے۔ اسے جب خوشی حاصل ہو تو جہان
کرتا ہے۔ اگر اسے دکھ پہنچتا ہے تو وہ صبر کرتا ہے۔ اور یہ دونوں باتیں انہی ہیں
تم میں سے کوئی شخص ایمان والا نہیں ہو سکتا جب تک وہ اپنے بھائی کیلئے
وہ چیز پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرنا ہے۔
ایماندار آدمی اپنی بوی سے ناراض نہ ہو کہ یہ کوئی اس کی حالت نہیں
ہو تو کوئی قابل پسند بھی ہوگی۔
اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس سے زیادہ کوئی عبادت نہیں کہ تو کسی مسلمان
بھائی کا دل خوش کر دے۔
جو شخص سلام سے پہلے بات کرے اس کا جواب مت دے جب
تک پہلے سلام نہ کرے۔
ایماندار کسی دوست سے بنا کر اس سے پوشیدہ رکھنے کی درخواست کرنا
سنت غلطی ہے۔
مومن وہ ہے جو ہر وقت اللہ سے ڈرے۔
بے علم خدا کو نہیں پہچان سکتا۔
سب سے بڑے غم کی بات یہ ہے کہ اپنے آپ پر غور نہ کرے۔
خوش اخلاق ایسا بھول ہے جو کسی سے جھگڑا نہیں۔
اچھا اخلاق اللہ سے محبت ہے۔
دل ایک آئینہ ہے اگر وہ بدی سے پاک ہو تو اس میں خدا بھی نظر آسکتا ہے۔
نگاہ ایک مسافر ہے جو ہم سے ہر وقت گواہ کر دیتا ہے۔
جب کسی پر ایمان کر دو تو اسے چھپاؤ اور اگر کوئی تم پر ایمان کرے تو
اسے پھیلادو۔
ایماندار وہ ہے جو دوسروں سے محبت حاصل کرے نہ کہ دوسروں کے
لئے محبت کا باعث بنے۔
وقت بچانے سے بہتر ہے تکلیف اٹھانا۔
اس خوشی سے دل جو کل کو غم کا نشانہ نہ رکھ دے۔
ہرگز نہ وہ گھر ہے جس میں خیمہ کے ساتھ بدسلوکی ہو۔
(موسلمہ: بحوالہ شریعہ)

وہ کون تھا؟

حیرت انگیز واقعہ

عزیز مسز اد آبادی
قاضیان اسٹریٹ ایسی کمرہ ۲۳۹۰۳۱
بھونڈو رو پی ۱

خلق کے جذبے سے سرشار ہو کر وہ حالی غلام کر رہے ہیں۔
ہاں تو اب توجہ دیا جائے کہ ۱۹۶۴ء کے واقعات اپنی ہی جانب
موضع روئے کے ہم چارہم ہرگز کے اپنے ایک عزیز کے مکان
میں قیام پذیر تھے مراد آباد جیسے شہر میں ہی ان دونوں مکانوں کی بہت
زیادہ قلت تھی۔ ہمارے حصے میں ادھر کی منزل آئی تھی۔ مکان دو
دو کمرے ایک من اور پھر من و باقیہ روم پر مشتمل تھا۔ ہم دو دو ساتھیوں
نے ایک ایک کمرہ بانٹ رکھا تھا۔
ظاہر اور مشکوک ایک پر شک پر سس میں کام کرتے تھے۔ شاکر
برتنوں کی ایک فرم میں مشغول تھا۔ اور میں بی۔ اے کا طالب علم تھا۔
باقاعدہ کھانے پکانے میں شاید کسی کو دل چسپی نہیں تھی اس لئے طعام
کی قلت سے بچنے کے لیے ایک ہوٹل کی خدمات سے فائدہ اٹھانا
پڑتا تھا۔
جوں جوں میرے استقامت قریب آتے جا رہے تھے میرا بھی
لکھائی پڑھائی سے اجاڑ ہوتا جا رہا تھا۔ میں نہ کالو جا بھی بہت
کم کر دیتا تھا۔ خرافاتی باتوں اور کاموں میں جی خوب لگتا تھا۔ ظاہر
مجھے کچھ ادھر کی لاپرواہی پر تو کتا بھی تھا۔ کیوں کہ اس کے ساتھ
میرے گہری چھٹی تھی۔ اکثر اوقات ہم دونوں ایک ساتھ ہی گھر سے
باہر نکلا کرتے تھے۔ ضرورت کی اشیاء کی خریدار کسے لے کر

شہر وادب کے رسیا قارئین کرام یا اردو ہندی کے رسائی
و اخبارات پائے والے حشرات دغرائین کی نظر سے شاید میرے تعانی
خانکے اور انٹرویوز وغیرہ گزرتے رہتے ہوں گے اگر میری یہ خوش فہمی
یقین سے وابستہ ہے تو بیشتر قارئین کو یہ راز بھی ضرور معلوم ہو گا کہ
میرا آبائی وطن یا جنم بھومی ضلع مراد آباد کا ایک زرخیز خطہ موضع روئے
ہے۔ لیکن میں وہاں جنم لے گا کہ وہاں تو ضرور ہوں مگر میری تعلیم متعدد
شہروں میں مکمل ہوئی ہے شفا بی۔ اے مراد آباد میں مکمل کر کے جی کے
ڈگری کالج میں کیا تھا۔
جب میں بی۔ اے کے آخری سال میں تھا اور ٹائٹل ایکڑ نام کی
تیار کر رہا تھا تو ۱۹۶۴ء راد جیڑ عمر کا ہو چکا تھا۔ انہیں دونوں کلاؤ
میں آپ لوگوں کو سنار ہا ہوں۔ یہاں میں یہ بھی انکشاف کر دوں کہ اس
واقعہ کے رونما ہونے سے قبل میں جنات کے وجود کا تو قائل تھا مگر
اثرات وغیرہ کو دھوکہ سمجھتا تھا۔ تو یہ گندوں کو دھوکے کو گن کاٹو
نقہ خیال کرتا تھا البتہ اس خیال کو میں ہنوز مسترد نہیں کر سکا ہوں
کیوں کہ تو یہ گندوں کے روحانی اوصاف کو اتنا جاننے والے بہت سے
حضرات نے مجروح کر رکھا ہے۔ بے عمل عالمن نے اسے نقص دہ
نہونے کا دھندہ بنالیا ہے۔ ہاں، ایسے محدودے چند ہیبتوں
کے ہونے سے بچے انکار نہیں ہے جو بغیر کسی لاپرواہی کے اور خدمت

سیر و تفریح تک ہمارا ساتھ مشہور ہو گیا تھا۔ ایک دوسرے کے دکھ دکھ کے بھی ہم بہترین ساتھی بلکہ دوست تھے۔

امتحان شروع ہونے سے تقریباً ایک ہفتہ قبل میں نے ایک شب جاگتی آنکھوں سے حیرت انگیز خواب دیکھا۔ ایک

کریمہ الشکر اور قوی سیکل سیاہ فام شخص اپنے بھتیجے چہرے پر ڈراؤنی ہنس لاد کر مجھ سے کہہ رہا تھا "..... بیٹے! ہمیں امتحان میں شرکت، یہاں کرنی ہے، کیوں کہ امتحان میں شرکت کرنا خطرے سے خالی نہیں ہے۔ کچھ بھی ہو سکتا ہے تمہارے ساتھ، اگر ہمیں سکون اور چین سے زندگی گزار دلی ہے، کسی مصیبت سے خود کو محفوظ رکھنا ہے اور دوسرے لوگوں کو بھی آفات ناگہانی سے بچانا ہے تو

ہم امتحان " ارادہ قطعی ترک کر دو! اپنا قیمتی وقت سیرپاؤں میں گزار کر گپ شپ کرو، غلیں دیکھو، موقع مل جائے تو کسی سے عشق لڑاؤ..... دفرہ و فرہ اگر تم نے ہماری صلاح، ہمارا مشورہ بلکہ ہمارا حکم مانا تو اپنی ہلاکت کے ذمہ دار تم خود ہو گے، مولانا

غلام ایدیز یاد اکثر بھی تمہاری مدد کرنے سے قاصر رہیں گے۔ قدم قدم پر اتفاق الغلط بلاتین تمہارا تعاقب کریں گی، رات کی نیند اور دن کا چین تم پر حرام ہو جائے گا..... اور ہاں اس تنبیہ پر بھی کان دھو کہ آج کی اس رات کا ذکر تمہیں کسی سے بھول کر بھی نہیں کرنا ہے۔ اگر تم نے ہماری ان باتوں کا کسی سے بھی ذکر کر دیا تو ایک ایک گھر کے آنے والی مصیبتیں اکٹھی ہو کر ایک ہی وقت میں اور فوری طور پر تمہاری زندگی کو آدھیں کی

کی..... سمجھ گئے نا؟ " سمجھ تو ہاں مگر..... میں مشکوک تمام اپنی ساری ہمت بھٹک کر کے، ناہم کہ..... کا تھا کہ جو خاک شخص اپنے بچے ایک..... کی تعلیم حاصل کر رات کی طرہ ہمت لویا اور کر فضا میں اٹھ گیا

.....

تھے؟ " ظاہر نے کرے کی جی کا سوچ آن کر کے مجھے بری طرح جھنجھوڑ دیا۔ میری آنکھ کھلی یا مجھے ہوش آیا تو میرا سارا جسم تھترہ کا پ رہا تھا۔ اچھے پر پسینہ میرے خوف کا غماز تھا۔ میں کئی سکند تک ظاہر کے متوحش چہرے کو پاگلوں کی طرح ٹکٹا رہا دل بزرگ خزاں کی طرح ہل رہا تھا۔ میں نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھ کر دل کی بے ترتیب دھڑکن کو قابو میں کیا۔ ہوش و حواس کو سینا اور تہ بند کے سرے سے پسینہ پونچھا۔ دل نے چاہا کہ چیخ مار کر ظاہر کو پٹ جاؤں! مگر اس وقت تک میں خاصہ نادم ہو چکا تھا۔ اس لیے مجھے بن بلائی آنکھوں سے خود کو محفوظ رکھنے کی خاطر جھوٹ بولنا پڑا تھا۔

" کچھ نہیں! یوں ہی ڈراؤنا خواب دیکھ کر بڑبڑانے لگا تھا۔ کوئی خاص بات نہیں ہے۔ "

کیا خواب دیکھ رہے تھے؟ میں بھی تو سونوں؟ " ظاہر نے غالباً جبراً مسکراتے کی کوشش کی

" وہ تو میں بھول بھی گیا۔ بھلا خواب کہیں یاد رہتے ہیں۔ " ابھی ابھی تو تم نے خواب دیکھا ہے وہ بھی ڈراؤنا۔ کچھ نہ کچھ تو یاد رہ ہی گیا ہو گا۔ جلدی سے سنا دو! ظاہر نے پیر تجسس بھی میں کہا۔

" پھسل بات تو یہ کہ مجھے یاد نہیں رہا، دوسری بات یہ کہ اگر یاد ہوتا تو بتانے سے کیا فائدہ؟ " میں نے ٹالنے کی کوشش کی۔

" صبح بنگالی ہولانا اس کی تعبیر معلوم کر لیں گے۔ " بھیا ظاہر، تعبیر وغیرہ کے چکر میں نہ پڑو! واقعی مجھے یاد نہیں رہا۔ "

" عجیب انسان ہو یا وہ! ایسا بھکڑ تو میں نے کبھی نہیں دیکھا ظاہر نے بڑا سامنے بنا کر ناگوار کی کا اظہار کیا۔ " ہاں ہاں..... میں نے بھی ترشش روئی کا مظاہرہ

کیا۔ " مجھے دنیا کا سب سے بڑا بھکڑ سمجھ لو، بس! مجھے رتی برابر بھی خواب یاد نہیں ہے۔ فضول مجھے پریشان کیوں کر رہے ہو؟ " میرے عجیب و غریب بچے سے فیرت کی بو آ رہی تھی جسے ظاہر نے محسوس کر لیا تھا۔

" تم جانو یا رہے نہیں پوچھنا کچھ بھی۔ بابا! غلطی ہوئی جو میں نے ازراہ ہمدردی تم سے پوچھ لیا..... وہ بظاہر ناراض ہو کر علی الصبح جو گھر سے نکلا تو غلاف مہول جھپٹے کے وقت اس نے واپس گھر میں قدم رکھا۔ اس وقت وہ بجائے اداس یا خفا ہونے کے ہشاش بشاش سا مجھ سے لا " چلو، ڈنر پر نہیں چلنا ہے کیا؟ " یاد ظاہر مجھے بالکل بھوک نہیں ہے۔ تم جا کر کھا نا کھا لو، " میں نے اداسی میں دودھ بے ہوئے بچے میں جواب دیا۔

" کیا.....؟ " ظاہر کی آنکھیں حیرانی سے پھیل گئیں۔ تبھی مشکور اور شاکر بھی اپنے کمرے سے نکل کر پارے کمرے میں آ گئے۔ دونوں نے بیک آواز بتایا۔

" انہوں نے تو نہ ناشتہ کیا صبح اور نہ ہی دوپہر کا کھانا کھایا ہے۔ ہم نے اصرار کیا تھا تو ہمیں ڈانٹ دیا تھا " یہ سن کر ظاہر کی حیرانی میں مزید اضافہ ہو گیا تھا۔

" چلیے مسٹر! کیا کرنے کا ارادہ ہے؟ امتحان سر پر ہے اور جناب والا ڈاکٹنگ فرما رہے ہیں! " یہ کہہ کر ظاہر نے مجھے زبردستی کو لیا میں بھر کر لپٹک سے نیچے کمرہ کر دیا۔ میں نہ چاہتے ہوئے بھی ہونٹ چلنے کے لیے تیار ہو گیا۔

" کچھ تو یاد۔ آج تو بڑے میاں (ہونٹ کا مالک) نے بڑی مزے مزے کی ڈشیں تیار کرائی ہیں! " ظاہر کے لہراء بلکہ ضد پر میں نے چند لمحوں زہر مار کیے۔

" تمہارا موڈ ابھی بھی ٹھیک نہیں ہے دوست! شاید مجھ سے رات کی بات پر ابھی تک ناراض ہو رہا؟ " ظاہر نے اظہار تاسف کیا اسے شاید اپنے رویے پر شرمندگی بھی تھی۔

" ناراضگی کی کوئی بات نہیں ہے۔ جو ہوا سو ہوا، اسے بھرنی تھا میں نے مجھے ہوئے بچے میں اپنا دل صاف ہونے کی طرف اشارہ کیا " خیر، چلو گھر چلتے ہیں! " میں بھی صبح کی بد مزگی کو بھول جانا چاہتا ہوں۔

" ابھی گھر جانے کو دل نہیں چاہ رہا ہے! " میں نے بیزاری ظاہر کی۔

" پھر کیا ارادہ ہے اب؟ " ظاہر حیران ہوا " فلم دیکھنے چلتے ہیں، نامٹ شو! " میں نے بے جھجک ارادہ ظاہر کر دیا۔

" مگر..... " ظاہر نے مزید تعجب سے مجھے یاد دلایا! امتحان کی تیاری سے اتنا وقت بچ جائے گا تمہارے پاس کہ فلم میں تین چار گھنٹے فضا بے کرد؟ " " مجھے امتحان نہیں دینا ہے اب! " " کیا.....؟ " ظاہر کی حیرت انتہا کو چھونے لگی۔

" وہی ہاں میں سچ کہہ رہا ہوں، کیوں کہ اس بار میری تیاری اتنی اچھی نہیں کہ میں کامیاب ہو سکوں! " " بھائی! میرے! اول بلوں باتیں کیوں سوچنے لگے ہو؟ سال بھر کی محنت پر پانی کیوں پھیر دینا چاہتے ہو؟ کیوں کی بات کر رہے ہو؟ خیر! تمہارا موڈ اچھا نہیں ہے تو فلم دیکھ لیتے ہیں کوئی مضائقہ نہیں ہے ہم دونوں سنیما ہال چلے گئے اور مشکور و شاکر نے گھر کی راہ لی۔

تقریباً رات کے بارہ بجے ہم فلم دیکھ کر گھر لوٹے تو مجلس کی سیٹی فیل ہو گئی۔ سارا شہر گھر سے اندھیرے میں ڈوب گیا، ہم دونوں نے لیے لیے ڈنگ بھرتے ہوئے جلد سے جلد گھر پہنچنے کی کوشش کی ہم جیسے ہی گول داس دالی میں گلی میں داخل ہوئے تو میرے کانوں میں سنسنابٹ سی ہونے لگی، مجھ پر خوف سا طاری ہو گیا۔ خوف میں تبدیہ کا اضافہ کا سبب یہ افواہ بھی تھی کہ اسس گلی میں اثر ہے

بہت سے لوگوں نے غیبِ اقلیت سائے دیکھے ہیں۔ یہ بات شاید
 حاضر کے ذہن میں اس وقت موجود نہ تھی۔ مگر اپنے کانوں میں میری
 آواز سننا نہایت اچھے افراد پر یقین کر لینے کو مجبور کر دیا تھا۔
 سننا نہایت شور میں بدل گئی۔ شور میرے دھیرے خوشگاہ مقبول
 بیچوں آہوں اسکا ریوں اور کراہوں کے موتی یکے میں بدلتا رہا۔
 میں نے اپنی اس کیفیت کا ذکر وہاں سے کرنا چاہا تو ایسا محسوس
 ہوا کہ میرا زبان کسی غیر مرئی طاقت نے کس کر کپڑا ہے۔ میں
 نے لاکھ چاکر مار کر اس آفت ناکھاٹی سے باز کر دوں، مگر میں
 ناکام رہا۔ نصف گلی سے زیادہ بھگے کر لینے کے بعد میری کانوں
 کے سامنے شعلہ سا لپکا شعلے کی چمک میں بھگے لپک جیو سا منفرد
 آیا اور اگلے ہی پل وہی خواب ڈالا کہ یہ اللہ تعالیٰ شخص میرے سامنے
 موجود تھا۔

"ہی ہی..... ہی..... قاق..... قاق....."
 اس نے ہنسنے کے بعد لنگ شگاف خوشگاہ قہقہہ بلند کیا اور پھر
 مجھ سے مخاطب ہوا "خبردار! ہمارے دار کو ہرگز ناش مت
 کرنا ورنہ بے موت مارے جاؤ گے۔ زندہ لاشر کی فرما جیو گے
 زندہ گی بھر! خبردار! خبردار! بے نادان نہ کہے۔۔۔۔۔"
 اتنا حکم دے کر وہ شعلہ کی لپک کے ساتھ ہی غنایں چھلن ل گیا اور
 میرا سارا جسم تھر تھرتھرا کر کانپنے لگا۔

"عزیز۔۔۔۔۔" طاہر نے میرا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ کر
 مجھ سے کہا "اے میری! اگر تم سے کیوں چل رہے ہو؟ تمہارا
 ہاتھ میں کتاب کبھی ہے؟"
 "کچھ نہیں بھائی! کچھ ٹھنڈی لنگ رہی ہے! میں نے
 سفید جھوٹ لیا۔"

"ایسے گرم موسم میں اور ٹھنڈ۔۔۔۔۔"
 "ابھی ابھی! ایک لنگ نہ جانے کیوں سردی کا سا احساس
 ہونے لگا ہے۔ شاید جاڑا نہ آنے والا ہے مجھے! میں نے

جھوٹ پر جھوٹ کا مجمع چڑھایا۔"
 "ابھی ابھی! تم نے تیز روشنی کا جھلکا سا دیکھا؟" پھر
 میں حیرانی سے اس کے
 "نہیں تو۔۔۔۔۔" میں نے پھر جھوٹ کا دامن تھام لیا
 "تو شاید میرا دم ہو گا۔" لیکن طاہر کی آواز کے ارتعاش
 سے اس کا خوف بھی ظاہر تھا۔ اس کے پیروں میں ہر لنگ گئے
 تھے اور میں پہلے ہی اڑ کر گھر پہنچ جانا چاہتا تھا۔ گھٹا ٹوپ
 اندھیرے میں ڈوبی ہوئی گلی سے بمشکل تمام ہمارا پیچھا چھوڑا۔
 اندھیرے کے ہم گھر آئے تو ہم دونوں ہی خوفزدہ تھے لیکن دونوں
 ہی اپنے اپنے خوف کو ایک دوسرے سے چھپانے کے چکر میں
 خوف کی اذیت کو چھیل رہے تھے۔ مجھے ساری راست
 ٹھنڈ نہ آسکی۔ وہ وہ کہ مجھے اس پر اسرا رہتے اور خوشگاہ
 شخص کا خیال سارا ہاتھ کا خلیا! میں کس مصیبت میں پھنس
 گیا ہوں؟ کس رخ پر جانے والی ہے میری زندگی۔

صبح کو میرا دل پہلے سے زیادہ ادا اس "اچاٹ اور بیزار
 ساتھ۔۔۔۔۔" نہ کچھ کھانے کی خواہش تھی اور نہ ہی پڑھنے لکھنے میں
 دل پسی۔ بلے چار طاہر بھی میری اس حالت پر پریشان
 تھا۔ بالآخر اس نے مجھے بیمار خیال کر کے ڈاکٹر کے ہاں
 لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اور مجھے چشمی اطلاع دے بغیر
 وہ ڈاکٹر کمال کے پاس لے گیا۔ ڈاکٹر نے میرا پورا تفصیل معائنہ
 کیا۔ لیکن کوئی خاص بیماری ہاتھ نہ لگ سکی۔ اس انکشاف پر طاہر
 کی خوشنویس اور ٹھنڈی مزید چھری ہو گئی۔

تین چار دن خوف و تشویش اور تین چھ مہینے میں گزر
 گئے۔ میں نے باقاعدہ کھانا پینا چھوڑ رکھا تھا۔ میرے چہرے
 پر بلا ہٹ جھاتی جا رہی تھی۔ پڑھائی لکھائی سے تنفر کا یہ عالم
 تھا کہ میں جب بھی زبردستی دل پر جبر کر کے کوئی کتاب کھولنا
 تو سطران کے سامنے ان الفاظ ایک دوسرے میں گڈمڈ ہو جاتے

ہر صبح پر اس بھدے شخص کا ڈرنا کچھ ہر اتنا اور میں خوفزدہ
 ہو کر کتاب بند کر دیتا تھا۔ کئی بار طاہر نے کتاب پڑھ کر مجھے سنائی
 تاکہ میں کچھ نہ کچھ تیار ہی تو کر لوں! مگر بے سود۔ اس کا پڑھا ہوا
 ایک لفظ بھی دماغ کے کسی گوشے تک نہ گھس رہا تھا۔ میں جوت ہونے
 کو راضی نہ تھا وہ بے چارہ جھجھکا کر کتاب کو چھوڑ دیتا تھا کہ کیا
 فائدہ مفری ماری ہے؟

لنگھے دفتر پہلا چرچا تیار ہی ہوائے نام بھی نہ تھی۔ اس
 "حق القدرت شخص کے اثر سے پہلے تک جو پڑھ لکھ دیتا تھا میں
 اسی کے دھندلے سے نور مشن ذہن کے پردے پر ہو جو م
 نقول کی طرح باقی رہ گئے تھے۔ پہلی بات تو یہ تیار ہی کا نہ ہونا
 دوسری یہ کہ امتحان میں شریک ہو کر ناگہانی آفت کو دعوت دینا
 اس وقت حقائق تھیں جن کی موجودگی میں امتحان دینا طاقت عظیم
 کے مرادف ہوتا۔ لہذا رات کو ہم نے باہر گئے دن امتحان دینے
 کا اعلان کر ڈالا۔ مگر طاہر ہماری طاقت کو قبول کرنے کے لیے تیار
 نہ تھا۔۔۔۔۔ صبح سویرے اس نے مجھے بگایا۔ بجز اچھے تنگ

پر ڈال کر بلا کر کالج چھوڑ دیا۔ خوف و ہراس کے حصار میں قید
 ہو کر میں نے پہلا پڑچل کیا۔ طاہر بے چارے پر چھری قتل بخش رہا
 کالج سے آ کر میں نے طاہر کی خوب خبر لی کہ اسلئے میں جو کچھ
 بغیر میدان جنگ میں بے بس سپاہی کی طرح چھوڑ دینا کہاں
 کی عقل مندی ہے؟ مگر اس نے میری بات کو ان سہی کرتے
 ہوئے اپنی کوشش جاری رکھی۔ رات بھر مجھے بڑے بڑے
 خواب دکھائی دیتے رہے تھے وہی امتحان میں شرکت کے
 خلاف جان بوا دھکیاں!!

جس روز انگریزی ادب کا پہلا سیر تھا، اس سے پہلی
 رات میں جب طاہر کے ساتھ جبراً کھانا کھانے کے لیے
 ہوٹل لے جایا گیا تو ایک عجیب واقعو پیش آیا۔۔۔۔۔ اس
 رات طاہر کے برابر والی کرسی پر ایک باریشش لوجوان

اگلے دن پھر کالج کا وعدہ بھی کیا
 احوال کے چلے جانے کے آدھے گھنٹے بعد مجھے ایسا لگا کہ
 میرا دل دماغ ہلکا سا ہو گیا ہے۔ پڑھنے کے لیے بھی کچھ ہی جا رہا۔
 بھوک بھی لگی۔ طاہر سے میں نے ایک گلاس دودھ پینے کی گزارش

کی جسے فرمایا پورا کر دیا گیا۔ امتحان کی شرکت کی خواہش نے
نے بھی انگڑائی لی بغیر سوچے جو نے کہ نہ کو وہ کہیں انظر شخص
کی خطرناک سریش تو بول کے کیا انتہات مرتب ہوں گے؟

رات کو کافی دیر تک مطالعہ میں غرق رہ کر آرام سے پہلی
بار نیندا آئی۔ مختصر سا خواب بھی دیکھا۔ بمنزلتِ موت سے متراں میرا
وہ من بعد اثر سار سا! بے بس اور اداس سا تھا۔ اسس کے
موتوں پر میری غمخیز تھی۔ اسس کی آتش نشان آنکھوں میں
بھیل میں گھڑائی اور سکون تھا۔ وہ چند لمبے لمحے بے بسی سے
نحوہ تاربا۔۔۔۔۔ اس کی یہ عجیب و غریب حالت دیکھ کر
مجھے بے ساختہ ہنس آگئی۔ وہ میری تنہا ہی ہنس کو برداشت
نہ کر سکا اور چشم زدانیں مخصوص شعلے کی میت میں غائب
ہو گیا۔

مسل العصب میں بیدار ہوا تو فری اذان کے الفاظ
میرے کانوں میں دس گھونٹے ہوئے دل میں اتار رہے تھے
دل و دماغ میں بائیر کی کانٹھوں کا احساس بیدار تھا۔ نماز فہرہ
اداکر کے گئے اپنے بیٹوں ساتھیوں کے ساتھ ناستہ کی میز پر
بیٹھا تھا۔ ناستہ کے دوران میں ہی احوالِ خلافتِ قریب آدھ کا
"میرے بغیر ناستہ۔۔۔۔۔" اسس نے کہ اس انداز
سے تکیائی بوجھ اختیار کیا تو ہم ارے نعمت کے کٹ کر وہ
گئے اور بغیر کسی معافی یا دلیل کے ہم نے احمد علی کو ناستہ
کے لیے تیار کیا۔ آپ کے ایک مہمان میرے ساتھ میں ان کے
غیر ناستہ کہ باقر اعلا کی بات ہوئی۔ بلکہ باقر اعلا کی حرکت
کہا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔

"کہاں میں وہ حکم ہو گا۔" ظاہر نے معلوم کیا۔

"باہر دروازہ سے پوچھ لے یہ آپ کی اجازت کے
انظر میں۔"

در بدلے میں انیس میں پردے کا تو کوئی جھنجھٹ ہی نہیں
ہے۔ باتناں کر میں دروازہ کی طرف چک گیا۔ دروازے سے پہنچا
تو چمک پڑا۔ گھبراہٹ میں گھر میں اتنا زیادہ ہوا کہ شاید زندگی
میں نہیں نہ ہوا ہوں گا اور آئندہ بھی موقع نہ ملے اتنا حیران ہونے کا
بہر کیف یادوں تو اس میں اسس مہمان کو اپنے ساتھ لے کر گھر
کے اندر آ گیا۔ اسے دیکھ کر میرے سینوں میں ساقی حیران و پیرائیا
ہوا تھے تھے۔ کیوں کر۔۔۔۔۔ وہ مہمان صاحب کوئی
اور نہیں بلکہ میرے خوابوں کا بیدار وہی کہیں انظر شخص تھا جس
نے میرے دل سے روح کو کھینچ نکالنے کے پھنکندے آزمائے
تھے مگر نہ ان کی قدرت کہ وہ شخص اتنا زیادہ ڈراؤنا اور چہیت
ناک ہیں تھا۔ جتنا میرے خوابوں میں یا جاگتی آنکھوں میں بہا ہوا
ہوا تھا۔

اسے دیکھ کر ہر ایک کے دل میں درجنوں سوالات کا جھوم
ہونے کے باوجود کسی نے بھی کوئی سوال نہیں کیا تھا۔ میں نے تو
غیر مطمئن اس سے کچھ نہیں پوچھا تھا کہ کوئی اور نہی مصیبت میرے
سامنے نہ آکر ہی ہو۔۔۔۔۔ ایک وجہ یہ بھی تھی کہ اس بے
چارے کے چہرے پر نعمت اور شرمندگی کے سایے لہرا رہے
تھے۔

ہم سب نے دل جمل کے ساتھ ناستہ کیا۔ دورانِ ناستہ
جی میرے دل میں بہت شدت اور اضطراب کے ساتھ ایک
سوال اٹھا۔ میں نے لاکھ چاہا کہ ایسا کوئی سوال نہ پوچھا جائے جو
اٹنے ہی میرے لیے نعمت یا مصیبت کا باعث بنے۔ مگر خدا
جائے گاں کسی طاقت یا قوت مجھے نہ یہ دوستی بخور کر رہی تھی کہ
کم از کم ایک سوال تو ضرور ہی کر دوں۔ انجامِ خواہ کچھ بھی سامنے
آئے۔ لہذا میں ہر انجام سے بے خبر ہو کر سوال پوچھنے کے لیے
آدہ ہو گیا تھا۔

"احمد تسلی صاحب:" میں نے احمد تسلی یا اپنے صاحب
ابا کی شکریہ

برائی جہان کے کچھ لوگ اسی عقوبت سے تھے۔ ایک چرواہا بھی
ایک بکرہ اس پر مارا تھا۔ اُس نے اس پر دابہ کو کھڑے
کیلئے کہا تھا اس نے ٹال مٹول کی لیکن وہ لوگ اس چرواہے کو نہ دس
طسوں سے لگے کہ پھلے اس کی آنکھوں پر تھی بلکہ وہ دس سے
کے اندر اسی حالت میں رہ گئے۔ اندر اس کی آنکھوں پر تھی کھول دی
گئی چرواہے نے دیکھا کہ وہ سنے کا بنا ہوا شاہی محل تھا جو میرے
جواب سے تھے جگہ کا رخ اور لالہ پیلے ہرے پیلے رنگ کے کد کد
چاروں طرف بکھری تھی۔ وہاں سونے بیٹھے مجلس اور دیار کیے رنگ
انگ کرے تھے جیسے تھے۔ یہ سب دیکھتے ہی اس کی آنکھیں چڑھیا
گئیں اور ان کو بہت ماسلمانانہ اندھا لہر نہ اڑا رہی کی آنکھوں پر
پتی اندھی اور غصہ سے اچھڑا آئے۔ اور اس لڑکے سے کہا کہ اس
بات کا ذکر کس سے دے کہ اس سے ایک جیسے کی انگوٹھی دے دی
گئی جس میں مارٹ گئی کے ایک جوہر کی اس کو دے لے لڑکے کو اس
انگوٹھی کی قیمت وار دے دی تھی۔ یہ کہ اس کی آویس کا سنے
اپنے بزرگوں سے مل تھی۔

یہ کتنے فیصدی جھوٹ ہے یا مگر یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔
لیکن اس سلی سالی بات سے اعلان لگا جاسکتا ہے کہ غلط سالی
بڑا چاہتا ہے۔

بھول کر کچھ بگڑا تھا چند گیتا یہ غلط شہزادہ سوری کا بنو لیا ہوا ہے
اور بعد میں یہ غلط چند بڑے کا ہوا لیا۔ چند بڑے تاریخ کے متعلق کفر
اور دھوا پائے سنا ہے کہ غلط جیڑیک کتبہ دستیاب کیا ہے جس
پر چاند اور سورج کی تصویریں ایک ایک کی پہلی پر بتائی ہوئی ہیں اور
دو اور تین کی تصویریں ہیں اور وہ تصویریں کتبہ کا سنگ اور
زوائد سے مزین نظر آتی ہیں۔ یہ تصویریں چند لوگوں کے زمانے کی ہیں
مہربا۔ اس کے بعد چند بیٹوں نے یہاں بائبل اشتہار کی تھی چند لوگ
ماجا بڑویش کے غلط نہ سکر لال کا کہا ہے کہ کتبہ اور یہی ہوا ہے
آشاعت چند بیٹوں کی طرف روانہ ہوئے تھے (رجب جیشی
میں ان ملک کے حوالے سے)۔

شری رام راتن لال نے لکھا ہے کہ یہ غلط کتبہ میں تصویر ہوا تھا۔ لیکن
یہ بات کہہ رہی تھی کہ اس غلط کی جیڑیکس لکھا ہے کہ کبھی تھی۔ اور
چند بڑوں نے اس پر اپنے دو دو کتبہ کو وسعت دیکر اس پر قبضہ
کر لیا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ اس کی بنیاد کو لایا جاؤں نے کبھی تھی اور وہ بھی
صدی جیڑیکس لکھا تھا۔ بعد میں کہہ کر۔ غلط ان کے لوگوں نے
اس پر قبضہ کر لیا اور پھر چند بڑوں نے اس پر اپنے غلط جیڑیکس لکھا
لکھا کہ غلط کا عروج صوفی (۹)

دسے گزہ ہر ارشدہ حالت میں نظر آتا ہے یعنی دیار عرب
کے غلط کی نظر آتے ہیں۔ اور یہ کتبہ ہی بتاتے ہیں کہ یہاں بہت پہلے
ایک شاعر عذرت ہوگی اور اس کو بتانے والا بھی کوئی پہلو جو غلط
انسان ہی ہوگا۔

اس غلط کو دیکھتے ہی یہ غلط ہو گیا کہ اس کی بنیاد کس نے
کبھی ہوگی اور اسے بڑے اور ذہنی بھڑوں کو کس طرح جوڑ کر اس
غلط کی تصویر کی گئی ہوگی اس غلط کو بتانے اور بھڑوں کو غلط کرنے
کیلئے جو کتبہ دست کیے اس دوران غلط میں پہلی ہو گیا کہ اس
زمانے میں آدھ رشت کے دس سال بھی نہیں ہوں گے اور بھڑوں
کی صامت پر بتائی ہے کہ آج کا انسان اسے اشتہار بھی نہیں سکتا۔
ایک نام غلط ہے کہ یہ ہم غلط و کتبہ میں نے کیا ہوگا۔ اس کی
دواری میں اس کی شاد غلط کا اعتراف کرتی ہیں جو کہ اس
زمانے میں ہوئی گا۔ دو اور یہ غلط کے چاروں طرف ہیں جی اور
ایک جیڑیکس کے اوپر یہ غلط بتا ہوا ہے۔ اور قریب ہی کتبہ اشتہار بھی ہے
جہاں شیر پیتے دیکھتے غلط جگہ کتبہ دے ہیں۔

شمال مشرق کی جانب سے اسے دیکھیں تو دو اور اس کا
کی بنیاد کو چھوٹی نظر آتی ہیں۔ ان انجیلوں نے جیڑیکس پر چڑھنے
کے بعد اس بڑے گاؤں سے لے کر جگہ جگہ غلط سبھا اس جہاں سے
کوئی بچے کے لکھی ہوگا اس نے جواب دیا۔ بوجی آدمی سبھا
جنت میں جا گیا پہلا پر یہ غلط جیڑیکس میں اس کو ہوا کہ

وہ کسی غلط میں پہنچ گئے ہیں اس کو جانی سے پہاڑ کے دامن میں ہے
ہوئے لوگوں کے حکایت بچوں کے کھلونے نظر آتے تھے۔ اس
پاس کی احمد چاڑیاں اور اس پر سورج کی سیٹی ہوئی گزری ایک
جب غلط میں گر رہی تھیں۔

یہ غلط کال لیا جو اسے اس میں سات پہاڑ ہیں۔ اس کی دیوار
پر قدیم زمانے کی تصویریں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ دس ہزار سال پہلے
غلط کا اصل اور ازادہ کافی لیا جیڑیکس اور مضبوط ہے اور غلط طریقہ
سے ایسے سات دس ہے جس دور سے ہی کالی پیچیدہ ہے۔ جگہ
جگہ ستونوں پر چڑھتے ہیں وہ وہاں غلطی کا نمونہ ہے۔ داخل دروانہ
پر ایک سیاہی کی تصویریں ہیں۔ جو کہ کتبہ کا جگہ ہے۔ ہر دس
کے پاس پہلے دار سیاہی کیلئے ہر تہہ بتا ہوا ہے۔ شیر و دراز بہت
عاشقان بتا ہوا ہے۔ غلط کی طوط ایک غلطی کی تھی ہے ایسا ہی ایک
بگڑا بارہری میں چائے غلط میں بتا ہوا ہے۔ قاعدہ واروں پر وہ
قسم کے نقش و نگار ہیں جیڑیکس واروں پر وہی بڑوں کو لکھا ہوا ہے
کی تصویریں کندہ کی گئی ہیں۔

اس غلط میں کتبہ کا استعمال کثرت سے کیا گیا ہے۔ ایسا کہا
جاتا ہے کہ اس غلط کی بنیادوں کی نای غلط نے کبھی ہے اس زمانے کی
ایک جنگ شہزادی سے وہ شادی کرنے آیا تھا۔ اس وقت شہزادی گئی
تھی کہ جو غلط غلط کر کے اس میں شعل جیڑیکس شہزادی اس شادی کی یہی شرطوں
یک جگہ شہزادی تھا۔ وہاں غلط کی تصویریں رنگ گئے اور ان سے اپنے
مدان کی تلاش کے لے شعل بلائی۔ حالت غلط نے سبھا غلط غیر
ہو گیا اور اب لوگ اس جنگل شہزادی سے شادی کر کے اس کے
نونا چلا گیا لائی اور اصراروں نے بھی اس کا جواب دیا۔ اس دوران
میں فتح لورن کی ہوئی اس کے ثبوت میں لوگ پھر غلط میں نصب کیا
ہوا ہے۔ اور اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس آدمی نے اس
بھڑ کو میں برابر حصوں میں اپنی تلوار سے کاٹا تھا۔

وہ کتبہ غلط میں شمار دولت کا زمانہ تھا ہے اور آج بھی کہیں کہیں
چیزیں اس زمانے کی غلط دوسرے غلطی کے تھے وہی غلطی ہو جاتی ہیں۔

صدقہ بلاؤں کو ملتا ہے

جی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ پہلی اتوں میں ایک
شخص تھا اس کی عادت یہ تھی کہ وہ ایک پرندے کے کھونٹے
میں آتا تھا اور جب بھی وہ پرندہ کے نکال تو یہ شخص اسے کھونٹوں کو
کھونٹے میں سے نکال کر لیتا تھا اس پرندے نے اللہ تعالیٰ سے اس
شخص کی شکایت کی، اللہ تعالیٰ نے اس پرندے کو خبر دی کہ اگر
اس شخص نے آئندہ یہ حرکت کی تو میں اسکو ہلاک کر دوں گا۔

جب اس پرندے نے پھر یہی کھونٹے تو وہ شخص حسب
معمول اس کے کھونٹوں کو پکڑنے کیلئے گھر سے نکلا راستے میں اس
ایک سانپ ملا اور اس نے کہا نا طلب کیا اس شخص نے اپنے کھانے
میں سے ایک روٹی اس سانپ کو دی اور وہ روٹی دیا اور گھر لے
گئے پاس پہنچ گیا اور سیر بھی لگا کر درخت پر چڑھا
اور گھر لے گیا میں سے دیکھے نکال لے اور ان بچوں کے ماں
باپ دیکھتے رہ گئے۔ اس کے بعد انہوں نے اللہ تعالیٰ
سے عرض کیا کہ اے ہمارے سمود تو جو وعدہ کرتا ہے اس
کے خلاف نہیں کرتا، تو نے ہم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس
شخص نے آئندہ یہ حرکت کی تو اسے ہلاک کر دیا جائیگا مگر آج
وہ شخص پھر آیا اور اسی پرندے کو پکڑ کر لے گیا لیکن تو نے اسکو
ہلاک نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں کہ میں صدقہ کرنے
والوں کو بڑی موت کے ذریعہ ہلاک نہیں کرتا اور یہ شخص
سبھی صدقہ کر کے آیا تھا۔ جس دن یہ صدقہ کر کے
نہیں آیا تھا اس دن میں اسے ہلاک کر دوں گا۔

کس قسم کے اعداد

سوال کے الفاظ ہر ایک کا جواب

ساتھ جس وقت کوئی سوال کرے اس سوال کے وہ الفاظ جو ساتھی کی زبان سے نکلیں فوراً ایک کاغذ پر لکھ لئے جائیں۔ اس کے بعد پوچھیں کہ سوال کے ہر لفظ میں کتنے حروف ہیں مثلاً کسی شخص سے سوال کیا۔

کیا مجھے مسلم کالج میں ملازمت ملے گی؟

اس سوال کو نوٹ کر کے الفاظ الگ کر لیں۔

کیا مجھے مسلم کالج میں ملازمت ملے گی؟

اس میں کل الفاظ ہیں ۱۰۔

اس کے بعد ہر لفظ کے حروف بن کر لکھتے جائیں۔ جیسا کہ ہم نے اوپر حروف لکھ دیے ہیں۔ پھر انہیں بالترتیب لکھ لیا جائے اور اول الفاظ کی کل تعداد بھی لکھ دی جائے۔ اس میں کل الفاظ تھے ۱۰۔ تو شروع میں ۱۰ لکھ دیا جائے۔

اسی طرح

اس کے بعد اسی لائن میں جتنے بھی اعداد آئے ہیں انہیں بائیں بائیں کر کے لکھ دیا جائے۔

حروف کے ساتھ جوڑا جائے۔

۱۰ ۳ + ۷
۵ ۳ + ۲
۸ ۳ + ۲
۶ ۲ + ۴
۵ ۲ + ۲
۷ ۳ + ۲
۸ ۲ + ۶

اسی طرح ہر عدد کو بائیں بائیں کر کے لکھ دیا جائے اور پھر اس کے ساتھ حروف لکھ دیے جائیں گے۔

اس کوئی تعداد کا مجموعہ دیا جائے گا۔ اس کے حروف بن کر لکھ دیے جائیں گے۔ اگر ۱۰ ۳ + ۷ = ۱۷ لکھ دیا جائے گا۔ اگر ۵ ۳ + ۲ = ۸ لکھ دیا جائے گا۔ اگر ۸ ۳ + ۲ = ۱۱ لکھ دیا جائے گا۔ اگر ۶ ۲ + ۴ = ۱۰ لکھ دیا جائے گا۔ اگر ۵ ۲ + ۲ = ۷ لکھ دیا جائے گا۔ اگر ۷ ۳ + ۲ = ۱۰ لکھ دیا جائے گا۔ اگر ۸ ۲ + ۶ = ۱۴ لکھ دیا جائے گا۔

فالنماہ اکبری

عالم الغیب پر ہر دوسرے کو نہ دے مدق دل سے آنکھیں بند کر کے کسی بھی خانے پر سیدھے ہاتھ کی شہادت کی آنکھیں رکھ کر۔ نیچے تجویز لاش کریں۔ انشاء اللہ شریعہ رہنمائی حاصل ہوگی۔

۱۷	۱۳	۹	۵
۱۹	۶	۳	۱۰
۱	۱۵	۱۶	۱۳
۳	۱۱	۹	۱۳
۲	۲۰	۱۸	۷

- ۱) روزگار میں ترقی ہوگی۔ امیدیں پوری ہوں گی۔
- ۲) جس چیز کی خواہش ہے وہ ملنے والی ہے۔
- ۳) مقربوں کی خدمت میں آئے گی اور غم دور ہوگا۔
- ۴) تجارت میں ترقی ہوگی اور جسمانی مصائب سے نجات ملے گی۔
- ۵) کسی سخت مقامات ہوگی۔ بلکہ بڑے کام سنبھال جائیں گے سفر سے فائدہ ہوگا۔
- ۶) ایک سرور سے تم پریشان آفتار ہے لیکن بعض خداوندی اب اچھے دن آنے والے ہیں۔
- ۷) دل میں کسی محنت کا پورا پورا دشمن ہے۔ اچھا کرنے کے لئے ہمیشہ لڑائی لڑتی ہے۔ دوسروں پریشان کرتے ہیں۔ انشاء اللہ جلد ہی سکون و فائیت نصیب ہوگی۔
- ۸) میرے تمام سیدوں و اہل بیت کے لئے جو اس سے کہے والے نہیں ہے البتہ کسی اور کے لئے ضرور مسئلہ حل ہوگا۔
- ۹) نکاح کا راز کھل جائے گا اور آنے والا ہے جب میں اگر زمین سے کوئی زمین ہاتھ لگے جائے۔
- ۱۰) تم میں کسی بات کو لے کر ہونا ہے کہ جسے نقصان اٹھائے ہو۔ اطمینان رکھو چند روز کے بعد حالات بہتر ہونے والے ہیں۔
- ۱۱) صاحبِ مال! غریب سے تم پر غم و غصہ ہے۔ تم نے دل میں کسی کام کا بھی ارادہ کیا ہے وہ اچھا رہتا ہے۔ اب جلد غصہ دور ہو جائے گی۔
- ۱۲) کسی کی محنت لگاتار ہے اسلئے اوقات رات کو بیدار رہیں۔ ان کی دل کھیرنا ہے۔ جو کام کرتے ہو وہ پورا ہو جائے گا۔ انشاء اللہ شریک ہونے والے ہو جائیں گے۔
- ۱۳) اہل کار و کھانا کے لئے کھانا پکانا یا کسی ضرورت سے کام لو۔ ابھی منافع کے عمل ہوئے ہیں وقت لگے گا۔
- ۱۴) دشمن کا سامنا ہے۔ کچھ کچھ ہونے لگا ہے۔ بڑے گروہ کی قوت کا کارو کسی سید سے ملاقات ہوگی۔ اس وقت جو سوال تمہارے ذہن میں ہے اس کا جواب ملے گا۔
- ۱۵) محبت و کوئی بڑا وعدہ خدا سے پورا ہوگا۔ تمہاری تمام خواہشیں پوری ہوں گی۔
- ۱۶) دشمنوں پریشان ہو جائیں گے۔ تمہاری عزت و حرمت بڑھ جائے گی۔ تمہاری ہر چیز کے بعد پوری ہوگی۔
- ۱۷) کسی کے غم میں ملنے کی کسی محنت کا مسئلہ ہے کہ وہ کسی کا سامنا ہوگی۔
- ۱۸) نیکو کار و کار۔ بہت کام ہو جائے گا۔ وہ کسی طرح پاؤں گے۔
- ۱۹) عبادت کی شہادت ہوگی۔ تمہاری ہر چیز پوری ہوگی۔

انسان اور جانوروں کے درمیان

مناظرہ

حسن الہاشمی فاضل دارالعلوم دیوبند

تیسرے قاصد کے بیان میں
 کا بیان کیا بیسویں تمام مشرقات الارض کا بادشاہ تھا، سننے ہی اس نے حکم کیا کہ تمام مشرقات الارض حاضر ہوں۔ حکم کی تعمیل کیلئے کتھیاں، بھیر، ڈاسی، بھنگے، بیتو، بھنڈا پروائے وغیرہ غرض ہتھیار جوئے جادو جوڑوں سے آئے والے ہیں اور عموماً ایک سال سے زیادہ زندہ نہیں رہتے حاضر ہو گئے۔ بادشاہ نے جو غیر قاصد کی زبان سنائی تھی سب کے سامنے بیان کی اور پوچھا تم میں کون ایسا ہے جو وہاں جانے اور انسانوں سے حیوانوں کی طرف رازی میں مناظرہ کرے۔ کئی جانوروں نے بیک آواز پوچھا انسان کن جیادوں پر فخر کرتے ہیں اور کیوں نہیں خیر سمجھتے ہیں۔ قاصد نے کہا۔ وہ اس لئے فخر کرتے ہیں کہ وہ قدامت میں وہ ہم سے بڑے ہوتے ہیں اور عام طور پر وہ حیوانوں پر غالب رہتے ہیں۔ بھنڈوں کے سردار نے کہا ہم وہاں جا کر انسانوں سے مناظرہ کریں گے۔ کتھیوں کے دھنسنے کا ہم وہاں جا کر اپنی قوم کی زبان کریں گے۔ بھنڈوں کے سردار نے کہا ہم وہاں ضرور جائیں گے اور اپنی صلاحیتوں کا مظاہرہ کریں گے۔ کتھوں کے سردار نے کہا ہم وہاں جا کر جو کچھ ہمیں سکے گا کریں گے اور غالب رہیں گے۔

بادشاہ غصت سے بولا یہ کیا کوا اس ہے کہ سب بے تامل بولے چلے جا رہے ہیں اور سب کے سب وہاں جانے کیلئے تیار ہیں۔ بیتو نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے بادشاہ مجھ پر یہاں میں خدا کی ذات پر رہنا چاہیے۔ وہی عزت و زکات کا مالک ہے۔ یہیں یقین ہے کہ ہم اس کی مدد سے انسانوں پر شکست پائیں گے۔ گزشتہ ہونے زمانے میں بڑے بڑے ظالم انسان پیدا ہوئے ہیں اور خدا کی مدد سے ہمیشہ ہم نے ان پر شکست پائی ہے۔ بادشاہ نے کہا اس بات کی وضاحت کرو۔

بھنڈوں کے سردار نے عرض کیا۔ انسانوں میں ایک ضرور بادشاہ گزرا ہے حیوانیت ضرور اور گروہ کہ اپنے مذہب اور راہ و رسم کے مطابق ہیں کسی کو خیال میں نہیں لاتا تھا۔ لیکن ہماری جماعت کے ایک ادنیٰ سے فرد نے اس کا سارا غرور خاک میں ملا دیا اور یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ بادشاہ نے کہا تو شکایت کہنا ہے۔

بھنڈے نے کہا جس وقت کوئی آدمی مسخ ہو کر زمین ہاتھ میں تیرہ اور تھوڑا کھار کھار ہوتا ہے ہم سے ملے اگر کوئی بھنڈا اُس سے بھڑکاتی ہے اور اس کو کالٹ لیتی ہے اور اپنا سوئی سے بھی زیادہ باریک ڈنک اس کی موٹی کال میں گھسا دیتی ہے تو اس کی ساری ہڈیاں پھری رہ جاتی ہے اس کا بدن دم کر جاتا ہے اور وہ جھکا اٹھتا ہے اور کوئی دن تک گھس گھس کا پائیں رہ جاتا اس کو اپنے تیرہ اور تھوڑا کھار کھار پھری نہیں رہتا۔

آہنجی ہے کہ شاہ جنات کے دربار میں ایک مناظرہ ہو رہا ہے جس میں ہم سب کو اپنی مظلومیت اور انسانوں کی شقاوت ثابت کرنی ہے اور یہ بھی بتانا ہے کہ ہم بھی خدا کی مخلوق ہیں اور ہم بھی جذبات اور احساسات رکھتے ہیں اور طاقت، صلاحیت اور قابلیت میں ہم کسی درجہ انسانوں سے کم نہیں ہیں۔ یہ مناظرہ حالات کی مجبوری کی وجہ سے ہو رہا ہے۔ در نہ ہم لڑنے مرنے کے قابل ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ یہ دنیا چند روز ہے اگر یہاں کوئی کسی پر غالب آجھی گیا تو کتنے دن کیلئے؟ ایک دن پھر خاک میں مل جاتا ہے۔ ہر ذی روح کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ اس کا ناکامی براہیوں سے محفوظ رہے۔ بالخصوص ظلم و ستم کی سیاریوں سے خود کو بچانا چاہئے اس لئے کہ یہ چیز خدا کو بالکل پسند نہیں اور اس کے بعد متعارف نہ ہوئے سے کہا۔ تو بے خوف ہو کر سفر کرو۔ ہماری غلغلہ دہائیں تیرے ساتھ ہیں لیکن میں تجھ سے صاف صاف کہتا ہوں کہ مناظرہ کرتے ہوئے یحیٰ بن داؤد کی طرح کسی پر غالب آنے کے لئے جھوٹ اور ناحق بات زبان سے نکالنا اور اندیشی کے خلاف ہے۔ شکست کھا جانا بہتر ہے جھوٹ بولنے کے مقابل میں۔ انسان یہ کہتے ہیں کہ جنت اور لڑائی میں سب کچھ جانتے ہیں لیکن میں تجھ سے یہ کہتا ہوں کہ جنت اور لڑائی کے دوران بھی ستمناں کے دامن کو چھوڑنا چاہئے۔ وہ جھوٹ اور فریب کی مرہون منت ہو اس سے بہتر شکست و پسپائی ہے۔ گودھادق سے کام لینا اور اپنی قوم و ملک بات ہے۔ یہی نہیں کہ ان کے فضل و کرم سے تو ان پر غالب آجائے اور انہیں تیرے سامنے جھکنا پڑے اور اپنی شکست تسلیم کرنی پڑے۔

عورتوں کو خواب میں دیکھنا

- اگر کسی نے عورت کو خواب میں دیکھا پہلے یہ جان بچانی ہو یا نہ ہو تو گویا وہ دنیا ہے۔ اگر خواب میں کوئی عورت حسین شکل و صورت میں آئی ہو تو گویا وہ اچھی چیز ہے اور اگر بری صورت میں آئی ہو تو وہ بری چیز ہے۔
- اگر کسی نے زنا کرنے والی عورت کو خواب میں دیکھا تو گویا وہ غیر درکت کا سبب بنے گی۔
- اگر کسی نے اندھیری رات کو خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر کالی عورت سے دی جائے گی۔ اور کسی نے دن کو خواب میں دیکھا تو تعبیر دی جائے گی۔
- اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ کالی عورت اگر خواب میں غائب ہو گئی ہے تو تعبیر یہ ہوگی کہ مصائب کے دن اب ختم ہونے والے ہیں۔
- اگر کسی نے حاکم کی بیوی کو خواب میں دیکھا تو اس کی تعبیر بد صورت عورت کا ملنا ہے۔
- اگر کسی نے خواب میں کوئی عورت کو دیکھا تو اس کے دن اچھے آتے ملے ہیں جو سرسبز و شاداب ہوں گے۔
- اگر کسی نے کوئی عورت کو خواب میں دیکھا تو فقر و فاقہ میں مبتلا ہونے کا اندیشہ ہے۔
- اگر کسی نے خواب میں دیکھا کہ خوب صورت عورتیں اس کی طرف متوجہ ہیں تو دنیا کی راحتیں ملنے کی طرف اشارہ ہے۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا کی سب سے قیمتی شے ایک ادا شاعر اور خوب صورت عورت ہے۔
- اگر کسی نے نقاب پوش عورت کو خواب میں دیکھا تو یہ شکستہ سنی کی طرف اشارہ ہے۔

